REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61 / 57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱
ایڈیٹر :-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :-
خورشید احمد انور

شمارہ — ۳۰
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ رِوفاء (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ماریشس کی معرفت آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدُ للہ۔ حضور اِن دنوں ایبٹ آباد میں ہی تشریف فرما ہیں۔ احباب التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۵ رِوفاء (جولائی) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال تربیتی دورہ پر ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آں محترم اِن دنوں حیدر آباد میں ہی قیام فرما ہیں۔ اور ممکن ہے اس ماہ کے اختتام تک حیدر آباد ہی میں قیام فرمائیں۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

● ــــــ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ قادیان اور مضافات میں گرمی کی شدت بدستور جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل فرمائے، اور اس شدت کو دُور کر دے۔ آمین۔

۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ ہجری | ۲۷ وفاء ۱۳۵۱ ہجری شمسی | ۲۷ جولائی ۱۹۷۲ عیسوی

۱۸ جون ۱۹۷۲ء کو انگلستان میں وسیع پیمانہ پر تبلیغ کا دن منایا گیا جس میں جماعتِ احمدیہ کے افراد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لنڈن میں مختلف وفود بنا کر خدائے واحد کی منادی اور اسلام کی عظمت کا پرچار کیا۔ تین ہزار سے زاید کتب و پمفلٹ ایک ہی دن میں تقسیم کئے گئے۔ لنڈن کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی یہ دن پورے اہتمام سے منایا گیا۔ لائبریریوں میں بھی اسلامی لٹریچر رکھا گیا۔ سارے انگلستان میں پچاس ہزار افراد تک اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔

احمدیہ مشن کے زیرِ اہتمام

انگلستان میں سالِ رواں کا پہلا کامیاب یومِ تبلیغ

وسیع پیمانہ پر لٹریچر کی تقسیم اور اسلام کی عظمت کا پرچار

از مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد نائب امام مسجد فضل لندن

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور اس پیغامِ ہدایت کو ہر ممکن طریق پر پھیلانا ہر مسلمان کے اوّلین فرائض میں شامل ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے دِلوں میں تبلیغِ اسلام کا کچھ ایسا جوش اور ولولہ پیدا کیا ہے کہ ہر احمدی اس جذبہ سے سرشار نظر آتا ہے۔ اِس جذبہ کو ترقی دینے اور تبلیغِ اسلام کے عملی ذرائع سے آگاہ کرنے نیز احبابِ جماعت کے دِلوں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر تبلیغِ اسلام کی تحریک کو تیز تر کرنے کے لئے محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن نے یہ فیصلہ فرمایا کہ امسال ۱۸ جون کو انگلستان میں سالِ رواں کا پہلا یوم تبلیغ منایا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مقررہ تاریخ کو یہ دن منایا گیا اور ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہا۔ فالحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک۔

یومِ تبلیغ کے انعقاد کا فیصلہ کرنے کے بعد اخبار احمدیہ لندن کے ذریعہ احبابِ جماعت کو اطلاع دے دی گئی۔ نیز درخواست کی گئی کہ اس کی پوری پوری تیاری فوری طور پر شروع کر دیں۔ ہدایات میں یہ امور شامل تھے کہ خاص طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کی توجہ اسلام کی طرف پھیر دے۔ مناسب لٹریچر حاصل کریں اور کسی غیر مسلم فیملی کو اپنے ہاں کھانے یا چائے کی دعوت پر مدعو کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے احبابِ جماعت نے انفرادی طور پر یومِ تبلیغ کی خوب تیاری کی۔ بہت سے احباب نے مشن کی تحریک پر ۱۵ جون کو یومِ تبلیغ کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے کی غرض سے نفلی روزہ بھی رکھا۔ اخبار احمدیہ میں بار بار اعلان کے علاوہ صدر صاحبان جماعت احمدیہ کے ذریعہ اور انفرادی رابطہ کے ذریعہ بھی احبابِ جماعت کو یومِ تبلیغ کے بارہ میں یاد دہانی کروائی جاتی رہی۔

مورخہ ۱۷ جون کو محمود ہال میں یومِ تبلیغ کے سلسلہ میں ایک اجلاسِ عام منعقد ہوا جس میں لندن کے احبابِ جماعت کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ مکرم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا۔ منظومات کے بعد نائیجیریا سے آئے ہوئے ہمارے امریکن احمدی بھائی مکرم خلیل محمود صاحب نے "نائیجیریا میں احمدیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر میں محترم جناب امام صاحب نے تبلیغِ اسلام کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی اور خاص طور پر یومِ تبلیغ کے پروگرام اور طریقِ کار کی وضاحت کی۔

مورخہ ۱۸ جون کو پروگرام کے مطابق برطانیہ کے طول وعرض میں جماعت ہائے احمدیہ کے زیرِ اہتمام سالِ رواں کا پہلا یوم تبلیغ نہایت وسیع پیمانہ پر منایا گیا۔ لندن میں صبح ساڑھے نو بجے احبابِ جماعت محمود ہال میں جمع ہو گئے۔ جہاں محترم جناب امام صاحب کی نگرانی میں مکرم جناب غلام احمد صاحب چغتائی نے احباب کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے ترتیب کے ساتھ بٹھایا۔ اور ہر گروپ لیڈر کو مشن کی طرف سے شائع کردہ لٹریچر مناسب تعداد میں دیا۔ تلاوت و منظومات کے بعد خاکسار نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں بعض ضروری امور پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ غیر مسلموں سے گفتگو کرتے ہوئے کن کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے آخر میں محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن نے احبابِ جماعت کو اسی سلسلہ میں مزید ہدایات سے نوازا اور ساڑھے دس بجے کے قریب احبابِ جماعت کو اجتماعی دُعا کے بعد لندن مشن سے روانہ کیا۔

لندن میں لٹریچر تقسیم کرنے اور پیغامِ حق کی اشاعت کی غرض سے بارہ وفود تشکیل کئے گئے جن میں مجموعی طور پر ۷۲ احبابِ جماعت شامل تھے۔ ہر گروپ کے ممبران نے بڑے بڑے کتبات (PLAY CARDS) اٹھائے ہوئے تھے جن پر موٹے الفاظ میں ISLAM MEANS PEACE, PROMISED MESSIAH HAS COME, ISLAM — A UNIVERSAL RELIGION. اور اس قسم کے متعدد فقرات لکھے ہوئے تھے جو ہر دیکھنے والے کی توجہ کو کھینچنے کا موجب بنتے تھے۔ اکثر عیسائیوں کے لئے یہ نظارہ اس لحاظ سے حیرت کا موجب تھا کہ انہوں نے اس سے قبل نہ تو اسلام کے بارہ میں کبھی اس زاویۂ نگاہ سے سوچا تھا اور نہ ہی مسلمانوں کو اِس طرح اپنے دین کی خاطر سرگرم عمل دیکھا تھا۔ اس روز بہت سے غیر از جماعت مسلمان بھی ہمارے دوستوں سے ملے اور اکثر نے تبلیغِ اسلام کی خاطر اس مخلصانہ کوشش اور مخلصانہ خدمت کو بہت سراہا۔ اور برملا اس امر کا اظہار کیا کہ آپ لوگوں کو اسلام کا نام بلند کرنے سے ہمارا سر فخر سے اُونچا ہو گیا ہے۔ ہمارے یہ بارہ وفود مسجد سے روانہ ہو کر لندن کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ اور بارش اور سردی سے بالکل بے نیاز ہو کر صبح سے لے کر شام کے چار بجے تک انگلستان کے دار الحکومت

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راتا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

قسط دوم

احیاءِ اُمّتِ مُسلمہ کیونکر مقدّر ہے؟

ع آنکہ خود راہ گم کردہ است کرا رہبری کند

از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمدؑ قادیان

(۴)

اسی اداریہ میں لیس للانسان الّا ما سعیٰ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ اس پر اپنے قیام کے وقت سے عمل پیرا ہے۔ اس وقت پنجاب (ہند) میں تقسیم ملک کے بعد رُبع صدی میں کوئی دو کروڑ روپیہ مرکز قادیان کے ماتحت اور افراد کی طرف سے اشاعتِ اسلام مبلّغین و معلّمین اور واقفینِ زندگی اور تعلیمی اداروں اور تراجمِ قرآن مجید وغیرہ پر صرف ہوا ہے۔ اور ہر سال لاکھوں روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ اور پاکستان اور دیگر ممالک میں سالانہ کئی کروڑ روپیہ انفرادًا اور مراکز کے زیرِ انتظام اشاعتِ اسلام کی مساعی پر صرف ہو رہا ہے۔ اور اس کے خوشکن نتائج نکل رہے ہیں۔ کئی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے گئے ہیں۔ اور مزید کئے جارہے ہیں۔ کوئی چار صد مساجد اور متعدد شفاخانے اور مدارس مغربی افریقہ کے متعدد آزاد ممالک میں بنائے گئے ہیں۔ ان کی فعالیت اس سے ظاہر ہے کہ کوئی دس سال پہلے امریکہ کے لاکھوں کی تعداد میں چھپنے والے میگزین "لائف" (LIFE) نے اپنا خاص نمائندہ ان ممالک اور مشرقی افریقہ بھیجا۔ اور کئی صفحات میں ان احمدیہ مشنوں کے حالات اور تصاویر پیش کیں۔ مغربی افریقہ میں چرچ کو شکستِ فاش نصیب ہو رہی ہے۔ انگلستان میں گرجے فروخت ہو رہے ہیں۔ اور تمام عیسائی ممالک میں عیسائی اپنے مذہب سے علی الاعلان دُور جا رہے ہیں۔ اور تاریخِ کلیسیا میں پہلی بار پادریوں نے شادی کے معاملہ میں پوپ کے خلاف باغیانہ رویّہ اختیار کیا ہے۔ خلافِ طریقِ مسیحیت طلاق کے قانون ان ممالک میں جاری ہوئے ہیں۔ روس کے بلگانن اور خروشچیف اور ملکہ برطانیہ جیسے اعلیٰ طبقہ کی شخصیتوں کو قرآن مجید اور دعوت الی الاسلام کیلئے کتب دینے کی توفیق صرف احمدیہ جماعت کو ملتی ہے۔ معروف و مشہور شخصیت مولانا اشرف علی تھانوی اپنے دیباچہ تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں:-

"ولایت کے انگریزوں نے روپے کی بہت بڑی مدد کی۔ اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا طلاطم برپا کیا ......

تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکا ہے۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں ...... اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

(۵)

مسلمانوں کی بداعمالی پر الجمعیۃ آہ و زاری کرتا ہے اور ہی خواہِ اسلام اس غم سے دل بریاں اور چشم گریاں رکھتا ہے اور ملّتِ مسلمہ کا انحطاط اور ادبار و زوال نتیجہ ہے اس بدعملی کا۔ ورنہ اسلام تو ایسا شجرۂ طیبہ ہے جو تؤتی اکلھا کلّ حینٍ (سورۃ ابراہیم) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور مسلمانوں کی ایسی حالت کی خبر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے دی گئی تھی کہ لَا یبقیٰ من الاسلام الّا اسمہٗ ولا من القرآن الّا رسمہٗ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم) کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف تحریر رہ جائے گی۔ اُن کی مسجدیں (ظاہر میں) آباد لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:-

وقال الرّسول یٰربّ اِنّ قومی اتّخذوا ھٰذا القرآن مھجورًا۔

(سورۃ الفرقان) کہ رسولؐ نے کہا کہ اے میرے ربّ! میری قوم نے اس قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ یقینًا یہ قول اس زمانہ کے بدعمل مسلمانوں سے متعلق ہے۔ ورنہ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ تو منھم من قضیٰ نحبہٗ ومنھم من ینتظر ـــ اور ـــ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہُ کے مصداق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام کیا:-

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کہ آپؑ کے ذریعہ نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جائے گا۔ اور یہ کام ترقی پذیر ہے۔

(۶)

دیگر بے شمار پیشگوئیوں میں جن میں سے سینکڑوں پوری ہو چکی ہیں اور وقت کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں اُن میں جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت کی خوشخبریاں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ:-

"پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"

اور ہم اس یقینِ محکم پر قائم ہیں کہ ایک دن یہ بھی پوری ہو کے رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی میں برکت ڈالے گا۔ مرکز قادیان پچیس۲۵ سال سے گورمکھی۔ ہندی۔ انگریزی۔ اُڑیہ۔ تامل اور اُردو میں لٹریچر شائع کرتا ہے۔ کئی لاکھ غیر مسلم افراد کو صرف قادیان کے تبلیغی دفتر سے ہی پیغامِ حق پہنچ چکا ہے۔ کسی غیر آباد زرعی زمین کو آباد کرنے کے لئے اس کو جھاڑیوں وغیرہ سے صاف کرنا، اُسے ہموار کرنا وغیرہ بیسیوں ابتدائی کام کرنے ہوتے ہیں، سو یہ کام جاری ہیں۔ یہ مرکز مرکزی طور پر اور احمدیانِ بھارت انفرادی طور پر اس عرصہ میں اپنی مساعی پر گذشتہ چوتھائی صدی میں کم و بیش ۲ دو کروڑ روپیہ صرف کر چکا ہے۔ حالانکہ احمدیانِ بھارت کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور ان مساعی کے بالمقابل ۶ چھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی تبلیغی مساعی افسوس ہے کہ ناقابلِ اعتناء ہے۔

(۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسن کارکردگی کے تئیں غیر از جماعت افراد کے ہزاروں تبصرے موجود ہیں اُن میں صرف چند ایک بطور نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ـــ علامہ اقبال نے کہا:-

"علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ" نے لکھا "مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔" رسالہ "تہذیب النسواں" لاہور نے لکھا "وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمّت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہبًا مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن ان کی ہدایت و رہنمائی مُردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

(۲) ـــ مفکّرِ جماعتِ احرار چوہدری افضل حق صاحب نے اپنی کتاب "فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں" میں لکھا:-

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا! جس میں تبلیغی حسّ مفقود ہو چکی تھی ...... مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے بڑھا ...... اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کیلئے بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(۳) ـــ "صادق الاخبار" ریواڑی نے لکھا:-

"واقعی مرزا صاحب نے حق حمایتِ اسلام کا کماحقّہٗ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولو العزم حامیٔ اسلام اور معین المسلمین، فاضلِ اجل عالمِ بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔"

(۴) ـــ "کرزن گزٹ" دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے جو شدید مخالفِ احمدیت تھے حضورؑ کے وصال پر لکھا:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اُس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اُس نے مناظرہ کا رنگ ہی بالکل بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا .... اُس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ...... اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

(۵) ـــ آخر میں مولانا ابو الکلام آزاد جیسی شخصیّت کے طویل و مفید تبصرہ کا ایک حصّہ پیش کیا جاتا ہے جو اخبار "وکیل" امرتسر میں شائع ہوا۔ مولانا آزاد کی بیان کردہ سوانح "آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی" کی رُو سے مولانا ہی حضورؑ کے وصال کے وقت اس کے ایڈیٹر تھے۔ مولانا عبد اللہ العمادی کی طرف بعض نے اس تبصرہ کو غلط طور پر منسوب کیا ہے۔

(باقی دیکھئے صا۱۱ پر)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کیلئے اسلام کا جُوا گردن پر رکھنا اور قربانیوں کو بشاشت سے قبول کرنا ضروری ہے

ہم جان، مال، وقت، خواہشات اور عادات کی انتہائی قربانی دیئے بغیر اسلام کی آخری فتح کو قریب نہیں لا سکتے

لجنہ اماء اللہ انگلستان کے اجتماع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ کا بصیرت افروز خطاب

فرمودہ ۱۲ ظہور ۱۳۴۶ ہش مطابق ۱۲ اگست ۱۹۶۷ء بمقام لنڈن

(۲)

مالی قربانی میں بھی ہماری عورتیں ہزاروں کی تعداد میں ایسی ہیں جو مردوں سے پیچھے نہیں۔ اب دو مسجدیں تو آپ نے خالص اپنے چندوں سے بنا دیں۔ ایک تو حال ہی میں مسجد ہے کوپن ہیگن کی جس کا ہم ابھی افتتاح کر کے آئے ہیں۔ بڑی ہی خوبصورت مسجد ہے۔

مَیں زیورک میں تھا

تو صبح تین بجے کے قریب مَیں اُٹھا۔ میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔

مُبَارَکٌ وَّ مُبَارِکٌ وَ کُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ۔

یہ مسجد مبارک قادیان کے متعلق ہے اور وہاں لکھا بھی ہوا ہے دیوار پر۔ تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ یہ دورہ اور وہ تمام مساجد جو اس دورہ میں مَیں VISIT کروں گا جہاں مَیں جاؤں گا اللہ تعالیٰ ان مقامات کو پہلے سے بھی زیادہ برکت دے گا۔ کوپن ہیگن کی اس خوبصورت مسجد کی محبت وہاں لوگوں کے دلوں میں اتنی زیادہ پیدا ہوئی کہ ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ تیس یا پچاس عیسائی بچے مختلف وقتوں میں (ایک وقت میں تو اتنی تعداد نہیں ہوتی تھی) ایسے تھے جو وہاں آکر نماز میں شامل ہو جاتے تھے۔ اور صرف فرض نماز میں نہیں بلکہ سنتوں اور وتروں میں بھی منصورہ بیگم نے بتایا کہ دو لڑکیاں بارہ تیرہ سال کی سہیلیاں تھیں۔ غالباً وہ وہاں آتی تھیں۔ اور عشاء کے بعد وتروں میں بھی شامل ہوتی تھیں انہیں دیکھ دیکھ کے یعنی ان احمدی بہنوں کو دیکھ دیکھ کے جو وہاں کی ہیں۔ الغرض صبح سے لے کر شام تک تانتا بندھا رہتا تھا لوگوں کا وہ سب مسجد کو دیکھنے کیلئے آتے تھے۔ ایک دن میرے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ مَیں رات کو ڈیڑھ بجے اٹھا۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کی تصویریں لے رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صبح سے لے کر رات کے ڈیڑھ بجے تک وہاں لوگ آتے رہے۔ اخباروں نے سچی باتیں لکھیں۔ بعض جھوٹی باتیں بھی لکھیں۔ پھر اُن کی تردید بھی کرنی پڑی۔ اتنے جاہل ہیں یہ لوگ اسلام کے متعلق کہ ایک اخبار نے تصویر دے کر نیچے ایک فقرہ لکھ دیا۔ کہ یہ لوگ محمدؐ کی پرستش کر رہے ہیں۔ مجھے جب

پادری ملنے آئے

تو مَیں نے وہ اخبار اُن کا جو لیڈر تھا اس کے ہاتھ میں دیا اور کہا اس کا ترجمہ کر کے بتاؤ (وہ فقرہ ڈینش زبان میں لکھا ہوا تھا) مجھے تو پتہ تھا کہ کیا اس کے معنی ہیں لیکن مَیں اُن کے مُنہ سے کہلوانا چاہتا تھا۔ اس کا مُنہ سرخ ہو گیا شرمندگی سے۔ کہنے لگا مَیں نے یہ اخبار دیکھا ہے۔ ہمیں بڑا افسوس ہے اس پر جس نے یہ لکھ دیا ہے۔ مَیں نے کہا اب دو صورتیں ہیں۔ یا تو تم اس کی تردید کرو یا مَیں اس کی تردید کروں۔ مَیں تردید کروں گا تو بدمزگی پیدا ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم کرو۔ اس نے کہا نہیں ہم کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی لمبی تردید انہی کی اُسی اخبار میں شائع کی کہ ہم سے غلطی ہو گئی جو ہم سے یہ فقرے لکھے گئے۔ بہرحال اس سے اُن کی جہالت کا پتہ لگتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ وہ اسلام قبول کیسے کریں جو اسلام کو پہچانتے نہیں۔ اس کی تعلیم سے ہی واقف نہیں۔ ہمارا کام ہے اُن تک اس تعلیم کو پہنچانا اور ان کی غلط فہمیوں کو دُور کرنا۔ کئی مجھ سے پوچھتے تھے کہ یہ کام تم کیسے کرو گے مَیں نے جواب دیا کہ:۔

Mis understanding (غلط فہمی) کو دُور کر کے کیونکہ Mis understandings (غلط فہمیوں) کو دور کرنے کا جو راستہ ہے وہ صداقت کے قبول کرنے تک پہنچا دیتا ہے۔ ساری غلط فہمیاں آپ کسی کی دُور کر دیں اسلام کے متعلق۔ وہ خود بخود اسلام قبول کر لیگا۔ کوئی غلط فہمی اس کے دل میں نہیں رہے گی اور پھر ہمیں نمونہ بن کے ان کے دل موہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس وقت جو آپ کے واقف ہیں تھوڑے بہت وہ تو آپ کو پہچانتے ہوں گے لیکن دنیا سمجھتی ہے کہ یہ عجیب و غریب خلقت ہے اپنی ان کی دُنیا ہے اور اپنے خیالات۔ اور یہ ہم سے کٹے ہوئے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ زیورک میں ایک دوکاندار سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگا اچھا! تو کیا مَیں مسجد میں جا سکتا ہوں۔ میرا تو خیال تھا کہ مسلمانوں کی مسجد میں کوئی عیسائی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ مَیں نے اس کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسجد میں عیسائی وفد کو اپنی عبادت کرنے کی اجازت دے دی تھی اور تمہیں ابھی تک یہ بھی شبہ ہے کہ تم مسجد میں داخل بھی ہو سکتے ہو یا نہیں۔ کوپن ہیگن والوں کو تو اب پتہ لگ گیا ہے۔ پہلے تو وہاں بھی اکثریت ایسی ہی ہوتی تھی جو کار سے اُترتا میاں بیوی بچوں کو ساتھ لے کر وہ باہر ہی کھڑا رہ کر دیکھنے لگ جاتا۔ اندر آتے ہوئے وہ ڈرتے تھے۔ چونکہ ہمارے وہاں بہت سے احمدی جمع تھے۔ وہ ان کو اندر لے آتے تھے۔ اور اُن کو بتا دیتے تھے کہ ایک ہماری Condition (شرط) ہے کہ اپنی جوتیاں اُتار دو۔ کیونکہ جوتیوں کے ساتھ گند ہوتا ہے تو وہ بےچارے باہر جوتیاں اُتارتے۔ اپنی طرف سے تو بڑی قربانی دیتے ہوں گے۔ بوٹ اُتار کے اندر جاتے تھے۔ وہ مسجد بڑی خوبصورت ہے۔ اور بڑی اُس کے اندر شان بھی پائی جاتی ہے۔ اور اللہ یاد آجاتا ہے۔ مَیں بھی جب اندر گیا ہوں میرا دل چاہتا تھا کہ مَیں سب باتیں چھوڑ کر دو نفل پڑھ لوں۔ اس وقت بعد میں خدا نے توفیق دی۔ اور پڑھے علیحدگی میں۔ اور پڑھے بھی افتتاح سے پہلے۔ جبکہ وہ ابھی بن رہی تھی۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اُن کو بتائیں کہ اسلام کی کیسی حسین اور خوبصورت تعلیم ہے۔ اور پھر ہے بھی مفید۔ پھر اس کے نتیجہ میں ہمارا تعلق اپنے رب سے ہو جاتا ہے پھر وہ جو ہم اپنی زندگی میں اپنے رب کے فضلوں کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ اپنی جگہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ خدا کی ہستی کا اس سے بڑا ثبوت کوئی نہیں مل سکتا۔

اب وہاں سے جب مَیں چلا ہوں، دس دن پہلے تک تقریباً انشراح بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ سفر کروں یا نہ کروں۔ دُعا کر رہا تھا تو ایک دن مَیں نے خواب دیکھی جس کے نتیجہ میں میرا انشراح صدر ہو گیا۔ اور مَیں نے یہ کہہ دیا (بڑا تنگ وقت تھا ویسے) کہ ہاں تیاری کر لو۔ خواب میں

مَیں نے دیکھا

کہ قلعہ کی دیوار ہے۔ کئی سو فٹ اور جہاں جا کے ہمیں بٹھایا گیا ہے وہ ایک اونچی سی جگہ ہے اس کے اُوپر ایک کوچ بچھا ہوا ہے۔ کئی آدمی وہاں جمع ہیں۔ اور وہاں مجھے اور منصورہ بیگم کو جا کے بٹھانے والوں نے بٹھایا ہے۔ اس وقت تک ہماری پیٹھ تھی اس دیوار کی طرف۔ لیکن جس وقت ہم بیٹھے ہیں تو دیکھا کہ سامنے دیوار اس قدر خوبصورتی سے سجائی گئی ہے کہ کوئی انسانی ہاتھ اتنی خوبصورتی سے کہیں بھی سجاوٹ نہیں کر سکتا۔ اور وہاں کچھ پھول سے بنے ہوئے ہیں۔ جو بعد میں مجھے غور کرنے سے پتہ چلا کہ پھول کچھ اشعار ہیں اور اس دیوار کے ذرّے ذرّے سے مختلف رنگوں کی روشنیاں پھوٹ کر باہر نکل رہی ہیں۔ کوئی ٹیوب نہیں ہے، کوئی بلب نہیں ہے لیکن محسوس یوں ہوتا ہے جیسے دیوار میں سے روشنی نکل رہی ہے۔ اتنا خوبصورت تھا وہ منظر کہ لمبا عرصہ خواب میں مَیں اس خوبصورتی میں کھویا رہا۔ اور اس کے بعد پھر مَیں نے جب غور کرنا شروع کیا تو دیکھا کہ اس کے وسط میں گیٹ پر جیسے اُونچا سا کوئی مینارہ ہے۔ پچاس ساٹھ فٹ اُونچا مینارہ اور کوئی پچیس فٹ چوڑی دیوار اس کے وسط میں موٹے حروف میں اس روشنی کے ساتھ ہی لکھا ہوا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ خواب کی اور بہت لمبی تفصیل ہے جس میں مَیں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ مجھے دراصل یہ سبق دیا اللہ تعالیٰ نے کہ اصل منبع ساری طاقتوں کا، ساری عزتوں کا، ساری حفاظتوں کا، ساری کامیابیوں کا۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جب وعدہ ہو کہ مَیں تمہارے لئے کافی ہوں تو پھر اپنی کمزوریاں یا اپنی مزدوریاں کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر

بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے دُعائیں کرتے ہوئے سفر کو اختیار کرو۔ اللہ تعالےٰ برکت ڈالے گا۔

لوگوں نے غیر معمولی طور پر ہم سے تعاون کیا۔ زیورک میں ایک اخبار نکلتا ہے وہ ہمیشہ اسلام کے خلاف لکھتا تھا۔ اور کبھی بھی اس کی تردید شائع نہیں کرتا تھا۔ ہمارے مشتاق احمد صاحب باجوہ کہتے تھے ہم تردید لکھتے ہیں۔ لیکن یہ شائع نہیں کرتا۔ جب ہم وہاں گئے تو پریس کانفرنس میں اس اخبار کا نمائندہ بھی آیا ہوا تھا۔ جو ایک نوجوان تھا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ مختلف سوال اُن لوگوں نے کئے مَیں نے جواب دیئے۔ بعد میں بھی وہ مجھ سے باتیں کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا کہ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت کی غرض کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے خود ہی جواب سکھاتا ہے اس وقت فوراً ہی میرے دماغ میں یہ جواب آیا، مَیں نے کہا، مَیں اپنے الفاظ میں تمہیں کیا بتاؤں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے الفاظ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ آپؑ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مَیں دلائل کے ساتھ اُس صلیب کو توڑنے آیا ہوں جس صلیب نے مسیح کی ہڈیوں کو توڑا اور جسم کو زخمی کیا۔ اُچھل پڑا وہ اور کہنے لگا۔ مجھے حوالہ چاہیئے۔ یہ لوگ تو حوالہ مانگتے ہیں فوراً۔ خدا کا کرنا کیا ہؤا کہ میرے نوٹوں میں یہ حوالہ بھی تھا۔ مَیں نے چوہدری محمد علی صاحب (جو پرائیویٹ سیکرٹری ہیں آج کل) سے کہا کہ وہ میرے نوٹ لے آئیں مَیں نے مختلف حوالے ویسے ہی جمع کئے تھے اور ساتھ لے آیا تھا کہ شاید کام آجائیں۔ اس کا ترجمہ اس کو دکھایا۔ اُس نے اس کو نوٹ کیا۔ پھر اسلام کے متعلق، جماعت کے متعلق اور میرے متعلق اُس نے اپنے اخبار میں لکھا۔ اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی بعثت کی جو غرض بیان کی ہے وہ بھی لکھ دی، اُنہی الفاظ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تھے کہ مَیں اُس صلیب کو دلائل کے ساتھ توڑنے آیا ہوں جس نے مسیح کی ہڈیوں کو توڑا اور جسم کو زخمی کیا۔

اِسی طرح

ہیمبرگ میں

چار اخبار چھپتے ہیں۔ جن میں سے ایک اخبار سار... جرمنی بھر ہی کے دو اخباروں میں سے ایک ہے۔ بڑی بڑی تصویریں دے کر انہوں نے خبریں شائع کیں۔ سب ... پوچھتے تھے اور حیرانی سے پوچھتے تھے کہ اچھا تو آپ یورپ کو مسلمان بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیسے بنائیں گے آپ ...؟ ... تو اب ... دیا تھا کہ ہم تمہارے دلوں کو فتح کریں گے۔ اور اس طرح نہیں، مسلمان بنائیں گے کیونکہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ جنگ ... نہیں مسلمان بنائیں گے

ہم تو آپ کے دلوں کو فتح کریں گے۔ یہ مقدر ہے۔ اور تباہی بھی مقدر ہے۔ یا تو تم مسلمان ہو جاؤ اگر تباہی سے بچنا چاہتے ہو۔ اور اگر نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے قہر کا ایسا کوڑا تم پر نازل ہوگا جو تمہیں ملیامیٹ کر دے گا۔ اکثریت تمہاری آبادی کی ماری جائے گی۔ تمہارا زور ٹوٹ جائے گا۔ تمہاری انڈسٹری تباہ ہو جائے گی۔ فوجی طاقت جو ہے تمہاری وہ تباہ ہو جائے گی۔ اور جو بچ جائیں گے تم میں سے وہ اِسلام لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے جو پُورا ہوگا۔ انہوں نے یہ ساری خبریں دیں۔ ٹیلی ویژن کے اُوپر ساٹھ ستر لاکھ آدمیوں نے میرا انٹرویو دیکھا بعد میں ہیمبرگ میں ہمارے لئے باہر جانا مشکل ہوگیا۔ دکانوں پر کوئی دکاندار اخبار میں چھپی ہوئی تصویر لا کر مُنہ کے سامنے رکھ دیتا اور اس طرح یہ بتاتا کہ ہم پہچانتے ہیں آپ کو۔ جہاں تک نظر جاتی سڑک کے اُوپر ہزاروں آدمی کھڑے ہو جاتے تھے ہمیں دیکھنے کے لئے۔ سینکڑوں کیمرے نکل آتے تھے پتہ نہیں کتنی تصویریں کھینچی گئیں۔ اسلام کا یہ بڑا تعارف ہے۔ مگر ہے ابتدائی۔ اس کو آخری فتح نہیں کہہ سکتے۔ نہ یہ سوچنا چاہیئے۔ لیکن اس وقت تک ان لوگوں کو یہ علم ہی نہیں تھا کہ کوئی وارننگ آسمان سے نازل ہو چکی ہے۔ تو اتمامِ حجت ہوگیا۔ ان کو پتہ لگ گیا۔ اخباروں نے شائع کر دیا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یا تو تم اپنے Creater کی طرف، اپنے پیدا کرنے والے کی طرف واپس آؤ اور اس کی اطاعت کرو۔ یا تم تباہ ہو جاؤ گے۔ تو یہ اتمامِ حجت ہوگیا۔ اب

ہمارا فرض ہے

کہ ہم دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو توفیق عطا کرے کہ وہ تباہی سے پہلے ہی اِسلام کو قبول کر لیں۔ اور تباہی سے بچ جائیں۔ یہ یقین ہے ہمیں۔ اسی طرح یقین ہے جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس وقت سورج چڑھا ہؤا ہے۔ جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس وقت لجنہ کا ایک اجلاس ہؤا ہے۔ جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس اجلاس میں مَیں آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔ اِسی طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ وعدے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔ شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمیں فکر یہ ہے بلکہ مجھے کہنا چاہیئے کہ

مجھے دو فکریں ہیں

ایک یہ کہ اگر یہ قومیں جلدی ایمان نہ لائیں تو تباہ ہو جائیں گی اور انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے قہر سے یہ محفوظ رہیں۔ دوسرے مجھے بڑی شدید فکر ہے، اپنے بھائیوں اور بہنوں کی کہ وہ وقت آگیا ہے انتہائی قربانیاں دے کر انتہائی

فضلوں کو حاصل کرنے کا۔ اگر ہم نے سُستی کی تو پھر ہم ان فضلوں اور ان انعاموں سے محروم ہو جائیں گے۔ میرے پاس تو کوئی طاقت نہیں ہے۔ مَیں ہر نماز میں آپ لوگوں کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داری سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اسلام کے غلبہ، اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کے قیام کا سامان پیدا کرے۔ جو میری طاقت میں ہے وہ یعنی اپنی دُعائیں مَیں آپ کو دیتا رہتا ہوں۔ آپ بھی دُعا کریں اپنے لئے بھی اور یہ بھی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری دُعاؤں کو قبول کرے اور آپ کے دِلوں میں یہ احساس پیدا کرے کہ یہ وقت آرام کا نہیں۔ آرام کھونے کا وقت ہے اگر ہم نے آرام حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آراموں کو اِس وقت قربان کرنا پڑے گا۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی دی تو وہ ہمیں اس دُنیا میں جائز آرام بھی دے گا اور ہماری نسلوں کو بھی اس دُنیا کی جائز نعمتیں عطا کرے گا اور وہ دے گا جو پہلوں کو نہیں ملا۔ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے اور جو دوسری دُنیا کے انعام ہیں ان کے متعلق تو ہم سوچ ہی نہیں سکتے یہ یقین رکھیں اور اگر یقین کمزور ہے تو اس کو پختہ کریں کہ اس زندگی کے بعد ہمیں ایک اَور زندگی ضرور ملنی ہے جو ابدی زندگی ہے۔ جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ یہ زندگی اگر بیس تیس سال چالیس، پچاس، ساٹھ، ستر، سو سال بھی اگر انسان زندہ رہا تو کیا رہا۔ آپ میں سے مثلاً جن کی بیس سال زندگی ہے وہ پیچھے دیکھے تو سمجھے گی کہ ایک دِن میں ہی یہ بیس سال ختم ہو گئے۔ جن کی پچاس سال عمر ہے وہ پچاس سال پیچھے نگاہ کرے تو سمجھے گی کہ پتہ ہی نہیں لگا کتنی جلدی وقت گذر گیا ہے۔ سو سال کیا ہیں کروڑ سال کے مقابلہ میں بھی سو سال کچھ نہیں۔ اربوں سال کے مقابلہ میں بھی سو سال کچھ نہیں۔ جس زندگی کو ہم سالوں میں گن ہی نہیں سکتے وہ ابدی زندگی ہے۔ اس کے مقابلہ میں پچاس ساٹھ ستر یا سو سال کیا چیز ہیں۔ تو تھوڑی سی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ بڑے انعاموں کے وعدے دے رہا ہے۔ اور پھر اس زندگی میں بھی وعدے دے رہا ہے۔ ہمیشہ قربانیاں تو نہیں لیتا۔ حضرت رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے بڑی مالی قربانی حضرت ابوبکرؓ نے کی۔ ایک وقت میں اسلام کو مال کی ضرورت تھی۔ ساری پونجی اپنی لاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں ڈال دی۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ! اپنے گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کے رسول کا نام۔ یہ ابوبکر وہ ہیں جن کو ایک ایک وقت کی ... جو سوال ملتے تھے وہ اُن کی اور ان کے ساتھی صحابہؓ کی مالی قربانیوں سے بہت زیادہ تھے۔ ابتدائی تو حضرت ابوبکرؓ کے وقت

میں بھی آئے لیکن اتنے نہیں جتنے خلافتِ ثانیہ یعنی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک ایک وقت میں ایک ایک خاندان کو جو دُنیوی انعام ملتا تھا وہ اس سب سے بڑی قربانی دینے والے کے مال کی جو قیمت تھی اس سے سو گنا۔ ہزار گنا زیادہ ہوتا تھا۔ اور پھر فتوحات کا زمانہ جب آیا تو آتا چلا گیا۔ یکے بعد دیگرے ایک سال میں پانچ پانچ دفعہ یہ انعام دُنیا کے رنگ میں اللہ تعالےٰ دے دیتا تھا۔ مگر دُنیا کی محبت ان کے دِلوں سے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ آپ سب کی ماں حضرت عائشہؓ کو صبح کے وقت ایک عزیز نے ایک لاکھ درہم لا کر دیئے۔ اُن کو مصیبت پڑ گئی۔ اپنے سب دوسرے کام جو عادۃً کیا کرتی تھیں، چھوڑ چھاڑ بیٹھ گئیں۔ اسی وقت اپنی لونڈی کو (اس وقت ایک ہی لونڈی تھی اُن کے پاس) اور اپنی ایک عزیز خاتون کو بلا لیا۔ اور تقسیم کرنا شروع کیا۔ شام کو اس وقت اُنھیں جب اس لاکھ درہم میں سے ایک درہم بھی باقی نہیں رہا۔ خود روزے سے تھیں۔ اپنی نوکر سے پوچھا روزے کے لئے بھی کچھ ہے یا نہیں، اس نے کہا کہ چند کھجوریں ہیں۔ آپؓ نے کہا الحمدُ لِلّٰہ۔ وہ کھجوریں لاؤ، روزہ کھولتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے بڑے مال دیئے۔ چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے نتیجہ میں۔ لیکن مال کی محبت ان کے دلوں میں سرد کر دی گئی تھی۔ آپ امیر ہونے کے باوجود غربت کی زندگی گذارتے رہے اور کسی کو احتیاج میں دیکھنا پسند نہیں کیا۔ بعض ایسے بھی تھے جن کو اللہ تعالےٰ نے جب دیا تو وہ انہوں نے خدا کی محبت میں اپنے پر بھی خرچ کیا۔

ہمارے ایک بزرگ تھے

وہ ایک ایک ہزار روپے کا جُبّہ پہنا کرتے تھے کسی نے اعتراض کر دیا تو انہوں نے کہا خدا تعالےٰ کی نعمت کا مَیں اعلان کر رہا ہوں۔ خدا تعالےٰ مجھے دیتا ہے مَیں اُسے خرچ کرتا ہوں۔ اس کی راہ میں بھی اور اپنے آپ پر بھی۔ لیکن اس جُبّے سے یہ محبت نہیں رکھی کہ خدا چلا جائے، لیکن میرا جُبّہ محفوظ رہے۔ اندر سے طبیعت اتنی سادہ تھی کہ وہ بزرگ ایک دفعہ ایک دعوت میں گئے تو انہیں پہچانا نہیں کسی نے۔ عام سادہ لباس میں چلے گئے تھے۔ وہ واپس آئے اور انہوں نے اپنا نہایت قیمتی جُبّہ پہنا اور اس دعوت میں پھر گئے۔ لوگوں نے پہچانا۔ بڑی آؤ بھگت کی۔ آگے جا کر بٹھایا عزت کی جگہ پر اور انہوں نے بجائے پلیٹ میں لقمہ ڈالنے کی بجائے اپنے جُبّہ کا پلّو ڈبونا شروع کر دیا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا ہے، انہوں نے کہا جُبّہ کی عزت ہے تمہاری نگاہ میں اس لئے اس جُبّہ کو کھلا رہا ہوں۔ اس طرح انہیں سبق دیا۔ تو انہوں نے

خرچ بھی کیا لیکن مال سے پیار نہیں کیا۔ اس سے کوئی دلی الفت نہیں رکھی۔ حضرت عمرؓ جب شام گئے تو آپؓ نے دیکھا کہ بڑے اعلیٰ درجہ کے قیمتی ریشمی جبّے پہنے ہوئے سردارانِ فوج آپؓ کے استقبال کے لئے آگے آگئے ہیں۔ آپؓ کی تیوری پر بل پڑ گئے۔ جب ان سرداروں نے آپؓ کی تیوری پر بل دیکھے تو وہ سمجھ گئے کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے اپنے جبّوں کی تنیاں کھول کر اپنے جبّے کے اندر نیچے جو کچھ تھا وہ دکھایا کہ دیکھو یہ کیا ہے۔ انہوں نے نیچے زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ ریشمی جبّے کا تو اس کو مزہ آتا ہے جس کے جسم سے نرم نرم ریشم مس کرے۔ جس نے اس جبّے کے نیچے سخت چبھنے والی زرہ پہنی ہوئی ہے اس نے جبّہ آرام کے لئے نہیں پہنا۔ اس نے جبّہ

خدا تعالیٰ کی نعمت کے اظہار

کے لئے پہنا ہے کہ کبھی ہم وہ لوگ تھے جن کو تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہیں ملتے تھے جن کے متعلق یہ حکم دیا گیا تھا کہ عورتیں سجدے سے ذرا دیر بعد سر اٹھایا کریں کیونکہ چھوٹی دھوتیاں پہنے ہوئے غریب مسلمان آگے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے یہ نعمتیں دیں کہ قیصر و کسریٰ کے جبّے ان کے پاس آئے۔ ایک طرف ان کے دل خدا تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل کو دیکھ کر اس کی حمد سے معمور ہو گئے۔ اور دوسری طرف انہوں نے اسے

جائز حد تک

استعمال بھی کیا لیکن اس مظاہرہ کے ساتھ کہ ان چیزوں سے ہمیں حقیقی لگاؤ کوئی نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ غالباً کسریٰ کا جو رومال تھا اس میں بڑی شان سے تھوکا کرتے تھے۔ اور اگلی نسل کو سمجھانے کے لئے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ وہ ابوہریرہ ہے کہ جس کو کھانے کو نہیں ملا کرتا تھا۔ اور وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر پھرا کرتا تھا۔ اور آج کسریٰ کا رومال اس کے پاس ہے، تھوکنے کے لئے!

پس اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی بڑے فضل کئے۔ اور اس رنگ میں پہلوں سے زیادہ فضلوں کی آپ لوگوں کو بشارتیں ملی ہیں۔ تو

خدا کی خوشنودی

کے حصول کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرتے ہوئے اور اپنی نسلوں کی خاطر ان انتہائی قربانیوں کو دینے کے لئے تیار ہو جاؤ جن کا اس وقت اسلام اور احمدیت آپ سے مطالبہ کر رہی ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرو کہ تمام خیر قرآن میں ہے۔ جو شخص قرآن کریم سے محبت رکھتا ہے جو شخص قرآن کریم کی اس تفسیر کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ کی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے

اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر

ہمیں بتائی ہے تو اسے سب خیر مل جائے گی اگر ہم سوچیں تو ہماری قربانیاں دراصل کوئی قربانیاں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک چیز دی۔ وہ ہم سے تھوڑی سی واپس مانگتا ہے اور پھر ہمیں وہ اور دے دیتا ہے۔ بڑے ہی فضلوں کے وعدے ہیں۔ بڑے انعامات کے وعدے ہیں۔ اب انتہائی وعدوں کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی انتہائی رحمتیں برسانے کے لئے تیار ہے۔ کیا آپ اس رحمت کے مینہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو بڑی خوش قسمت ہیں۔ اور خدا کرے کہ آپ تیار ہوں۔ اور خدا کرے کہ میری یہ گھبراہٹ جو ہے وہ دور ہو جائے اور ہم سب بھی اور آپ سب بھی ہمارے سب بھائی اور بہنیں

اللہ تعالیٰ کی آواز پر

قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں تا کہ ہم اپنی زندگیوں میں اپنے پر اور اپنی نسلوں پر بھی ان انعامات کو اور رحمتوں کو نازل ہوتے دیکھ لیں جو آسمان پر ہمارے لئے مقدر ہو چکی ہیں۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسارہ نے امسال B.Ed کا امتحان دیا ہوا ہے اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار زیب النساء کٹک اڑیسہ

۲۔ برادرم مکرم مولوی ایم کے محمد بشیر صاحب جو مدرسہ احمدیہ قادیان کے فارغ التحصیل ہیں ایک عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ علاج معالجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بالآخر مدراس کے قریب ویلور ہسپتال میں اپریشن کے لئے داخل ہوئے ہیں۔ احباب اس مخلص احمدی بھائی کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس اپریشن کو کامیاب فرمائے اور صحت کاملہ عاجلہ عطا فرما دے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین بجا لانے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ

ولادت

خاکسار کے ہاں ۱۱ جون کو توام لڑکیاں تولد ہوئیں۔ احباب و بزرگان سے ان بچیوں اور زچہ کی صحت، سلامتی اور درازی عمر کیلئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر میں گیارہ روپے ارسال کر دیے ہیں۔ خاکسار محمد سلیمان

صدر جماعت احمدیہ ...

محترمہ حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی تشریف آوری پر

لجنہ اماء اللہ مدراس کا تبلیغی و تربیتی جلسہ

رپورٹ مرتبہ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مدراس

مورخہ ۵ر احسان ۱۳۵۱ ہش بروز اتوار صبح پانچ بجے ہوڑہ میل سے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تشریف لائیں۔ آپ کے استقبال کے لئے تقریباً تمام بہنیں پھولوں کے ہار لے کر اسٹیشن پر پہنچی ہوئی تھیں۔ اسی دن شام کو سمندر کے کنارے منعقدہ جماعتِ احمدیہ کے عظیم الشان تبلیغی جلسے میں پردے کی رعایت سے تمام بہنوں نے شرکت کی۔ محترمہ موصوفہ بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔

دوسرے روز مورخہ ۶ر کو لجنہ اماء اللہ مدراس کے زیرِ اہتمام بعد نماز عصر تا مغرب آپ کی زیرِ صدارت ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں تمام احمدی مستورات کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی خواتین بھی شامل ہوئیں۔ سب سے پہلے محترمہ صدر صاحبہ کا تعارف غیر احمدی بہنوں سے کروایا گیا۔ اس کے بعد محترمہ الفری بیگم صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

مکرمہ ظہیر النساء بیگم صاحبہ نے کلام محمود میں سے مناجات بدرگاہِ ایزدی ترنم سے سنائی بعدہٗ خاکسار نے محترمہ حضرت سیدہ موصوفہ کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ مدراس کی طرف سے ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ مدراس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت اور آپ کے کارناموں کے بارے میں ایک عمدہ تقریر کی۔

دوسری تقریر مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ نے روحانی سلسلوں کے ساتھ خدائی تائید و نصرت کے متعلق کی اس کے بعد عزیزہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب صاحبہ نے کلام محمود میں سے ایک نظم بعنوان

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے

نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ مکرمہ محسنہ بیگم صاحبہ نے اور مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نے علی الترتیب "ارشاداتِ نبوی" اور "حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے رفعِ روحانی" پر تقاریر کیں۔ آخر میں مکرمہ زکیہ بیگم صاحبہ نے تامل زبان میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے تقریر فرمائی جو نہایت مفید نصائح پر مشتمل تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب وہ دن دور نہیں جب اسلام پوری شان و شوکت اور آب و تاب کے ساتھ تمام دنیا پر غالب آئے گا۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیئے اور اپنے امام کی ہر تحریک پر لبیک کہنا چاہیئے۔ اسی میں ہمارے لئے دینی اور دنیوی برکتیں ہیں۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض و غایت بیان فرما کر اس غرض کو پورا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ کی نصیحت آموز تقریر نہایت توجہ اور انہماک سے سنی گئی۔

اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کا مختصر پروگرام عمل میں آیا۔ سب سے پہلے ناصرات کی چند بچیوں نے مل کر ایک نظم بعنوان

نبیوں کے ہیں تاج محمدؐ

ترنم سے پڑھی۔ عزیزہ رشیدہ کمال الدین نے "مجھے اسلام کیوں پیارا ہے" کے عنوان پر ایک مضمون پڑھا۔ عشرت جہاں نے ایک نظم پڑھی آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے ان بچیوں کو اسناد عطا کیں جنہوں نے گزشتہ سال "راہِ ایمان" اور "یاد رکھنے کی باتیں" کا امتحان پاس کیا تھا

اجتماعی دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا غیر احمدی مستورات اچھا اثر لے کر گئیں اللہ تعالیٰ انہیں قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار ناصرہ بیگم
صدر لجنہ اماء اللہ مدراس

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدوں کی آخری میعاد مستقلہ

ایک نہایت ضروری تصحیح

نظارت ہذا کی طرف سے بدر کے گزشتہ چند شماروں میں یہ اعلان شائع ہوتا رہا ہے کہ نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدوں کی ادائیگی کے لئے آخری میعاد اکتوبر ۱۹۷۲ء تک ہے اور احباب کی خدمت میں جو خطوط بھجوائے گئے تھے ان میں بھی آخری میعاد اکتوبر ۱۹۷۲ء ہی تحریر کی گئی تھی۔ اصل یہ ہے کہ آخری میعاد اکتوبر ۱۹۷۳ء تک ہے۔ نظارت ہذا اس غلطی کے لئے معذرت خواہ ہے

ناظر بیت المال آمد قادیان

رپورٹ ہائے ہفتہ قرآن مجید

شیموگہ

یکم وفا ۱۳۵۱ ہش بروز ہفتہ احمدیہ مسجد میں "قرآن کریم میں منافق کی علامات"۔ ۲ وفا بروز اتوار مکرم ایس کے عبدالرزاق صاحب احمدی مرحوم کے مکان پر "والدین کی اطاعت اور احترام کے متعلق قرآنی تعلیم"۔ ۳ وفا بروز پیر بر مکان مکرم عبدالجبار صاحب "مدعی نبوت کو پہچاننے کے قرآنی اصول"۔ ۴ وفا بروز منگل مکرم پیر عبدالجلیل صاحب مرحوم کے گھر پر "حصولِ تقوےٰ کے ذرائع از روئے قرآن مجید"۔ ۵ وفا بروز بدھ بر مکان مکرم عبدالسبحان صاحب "قرآن کریم کی بے مثل خصوصیات" بیان کی گئیں۔ اس مجلس میں غیر احمدی مرد اور عورتیں بھی تھیں۔ ۶ وفا بروز جمعرات بر مکان مکرم سید دلدار صاحب صدر جماعت احمدیہ "قرآن کریم کی بے مثل خصوصیات" کے موضوعات پر تقریریں ہوئیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ ہم سب کو قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

خاکسار فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ

بھدرواہ

ہفتہ قرآن مجید مرکز کے اعلان کے مطابق مورخہ یکم وفا (جولائی) تا ۷ جولائی منایا گیا۔ مرتبہ پروگرام اور مجوزہ عنوانات کے مطابق روزانہ صبح ۷ بجے سے ۸ بجے تک لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ قرآن کریم کے فضائل۔ قرآن کریم کے روحانی تاثرات۔ جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن۔ برکات قرآن مجید۔ اطاعت والدین کے قرآنی احکام وغیرہ موضوعات پر احباب جماعت تقاریر فرماتے رہے۔ مستورات بھی ان اجلاسات میں شامل ہوتی رہیں۔

شورت

ہفتہ قرآن مجید شایانِ شان طور پر منایا گیا۔ روزانہ بعد نماز مغرب مرتبہ پروگرام کے مطابق قرآن مجید کے فضائل۔ قرآن مجید میں منافقوں کی علامات۔ قرآن مجید میں اس زمانے کے متعلق پیشگوئیاں۔ اطاعت والدین از روئے قرآن مجید۔ قرآن کریم میں نبیوں کی شناخت کے اصول۔ قرآن مجید سے مالی قربانی کی اہمیت وغیرہ کے موضوعات پر علی الترتیب مکرم محمد عبداللہ صاحب ڈار۔ مکرم مولوی حمید اللہ صاحب شمس مبلغ۔ مکرم محمد عبداللہ صاحب ٹیچر۔ مکرم محمد شعبان صاحب ڈار۔ مکرم غلام حسن صاحب ڈار اور مکرم عبدالعزیز صاحب لون تقاریر کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی میں برکت دے۔

خاکسار عبدالعزیز لون سیکرٹری تبلیغ شورت

پینگاڑی

ایام مقررہ میں ہفتہ قرآن مجید منایا گیا روزانہ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں مرکز کے مقرر کردہ موضوعات پر تقریریں ہوتی رہیں۔ مکرم ایم اے محمد صاحب ایم اے۔ خاکسار این کنجی احمد۔ مکرم ایس وی قمر الدین صاحب مکرم پی احمد صاحب اور مکرم مولوی محمد ابوالوفار صاحب نے تقاریر کیں۔

خاکسار این کنج احمد سیکرٹری تبلیغ پینگاڑی

ہبلی

جماعت احمدیہ ہبلی میں بھی ہفتہ قرآن مجید یکم تا ۷ جولائی منایا گیا۔ مرتبہ پروگرام کے مطابق روزانہ بعد نماز مغرب مکرم حکیم عبدالرحمٰن صاحب۔ مکرم بابو خاں صاحب۔ مکرم شیخ محبوب صاحب۔ مکرم دادا بھائی صاحب۔ مکرم غوث میاں صاحب اور خاکسار نے قرآن پاک کے مختلف موضوعات پر تقریریں کیں۔

خاکسار ایچ ایم منڈاسگر صدر جماعت ہبلی

برہم پورہ

یہاں خدا کے فضل سے مرکز کے مقرر کردہ ایام میں ہفتہ قرآن مجید شایانِ شان طریق پر منایا گیا مکرم مولوی محمد انور خاں صاحب۔ مکرم مولوی حسن خاں صاحب۔ مکرم سید فیروز الدین صاحب ایم اے۔ مکرم محمد شمیم الدین صاحب بی اے بی ایل اور خاکسار محمد عبدالباقی نے علی الترتیب "مدعی نبوت کو پہچاننے کے قرآنی اصول"۔ "اطاعت والدین کی قرآنی تعلیم"۔ "حصول تقوےٰ کے ذرائع از روئے قرآن کریم"۔ "قرآن کریم میں منافق کی علامات"۔ اور "خصوصیات قرآن کریم" کے موضوعات پر تقریریں کیں۔

خاکسار محمد عبدالباقی ایم اے بی ایل برہم پورہ

بھدرک

جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ) میں بھی ہفتہ قرآن مجید اس کے شایانِ شان منایا گیا مکرم شیخ عبدالاحد صاحب۔ مکرم شیخ عبداللہ ادر صاحب۔ مکرم ظفر اللہ خاں صاحب بی ایس سی مکرم منشی تبارک علی صاحب اور خاکسار رحانم خاں نے قرآن پاک کے مقررہ عنوانات پر تقریریں کیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہماری ان مساعی میں برکت ڈالے۔

خاکسار رحانم خاں سیکرٹری تبلیغ بھدرک

بمبئی

جماعت بمبئی میں بھی ہفتہ قرآن مجید منایا گیا الحق بلڈنگ میں زیر صدارت مکرم جناب بشیر محمد خاں صاحب بعد نماز عصر جلسہ منعقد ہوتا رہا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم خوانی کے بعد مکرم میاں عبدالشکور صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب۔ مکرم عبدالشکور صاحب ہیر بکر۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی۔ خاکسار اور صاحب صدر تقریریں کرتے رہے۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوتا رہا۔

خاکسار بشیر الدین قائد خدام الاحمدیہ

کٹک

جماعت احمدیہ کٹک میں بھی ہفتہ قرآن مجید منایا گیا۔ قرآن پاک کی تعلیم و تدریس کے علاوہ ایک ہی اجلاس ہوا جو زیر صدارت مکرم مولوی عزیز الدین صاحب ۷ جولائی کو بعد نماز مغرب تلاوت قرآن پاک اور نظم خوانی سے شروع ہوا۔ مکرم سید فرید الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ مکرم بشیر الدین خاں صاحب۔ مکرم میاں طارق احمد صاحب۔ مکرم فضل الٰہی خاں صاحب اور مکرم مولوی اطہر الحق صاحب نے علی الترتیب اطاعت والدین کے قرآنی احکام۔ قرآن کریم کی خصوصیات۔ مدعی نبوت کو پہچاننے کے قرآنی اصول۔ قرآن مجید کے فضائل اور خصوصیات قرآن (انگریزی تقریر) وغیرہ موضوعات پر تقاریر کیں۔

خاکسار سید محمود احمد منیر
قائد مجلس خدام الاحمدیہ کٹک

کرڑاپلی

جماعت احمدیہ کرڑاپلی (اڑیسہ) میں بھی ہفتہ قرآن مجید اس کی شایانِ شان منایا گیا۔ خاکسار روزانہ قرآن کریم کے فضائل اور اس کی تعلیم وغیرہ پر درس دیتا رہا اور اخبار بدر سے مضامین پڑھ کر سناتا رہا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہماری ان مساعی میں برکت ڈالے۔

خاکسار محسن خاں دیہاتی مبلغ کرڑاپلی

صالح نگر

جماعت احمدیہ صالح نگر (یوپی) میں بھی ہفتہ قرآن پاک منایا گیا۔ یکم وفا (جولائی) سے لے کر ۷ وفا تک روزانہ درس ہوتے رہے اور مختلف احباب قرآن کریم کی تعلیمات کے مختلف موضوعات پر تقریریں کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں قرآن کریم کے انوار سے منور فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد بشیر خاں
معلم وقف جدید صالح نگر

جناب چیف انجینئر صاحب محکمہ بجلی کی محلہ احمدیہ قادیان میں تشریف آوری

اخبار بدر کی ایک گزشتہ اشاعت میں موضع بہادر پور ربوہ میں پمپ بجلی کے تعلق میں محکمہ بجلی کے ذمہ دار افسران کے تعاون کا شکریہ ادا کیا گیا تھا۔

مورخہ ۲۲/۷ کو یہ معلوم ہونے پر کہ اس محکمہ کے چیف انجینئر جناب ایس ایم کمار صاحب ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ انجینئر شری جے ڈی ملہوترا صاحب کے ہمراہ سری ہرگوبند پور تشریف لا رہے ہیں، ہماری طرف سے ان کی خدمت میں قادیان تشریف لانے کی درخواست کی گئی۔ اس غرض کے لئے خاکسار اور مکرم ملک صلاح الدین ایم اے و مکرم عبدالسلام صاحب سری ہرگوبند پور گئے چنانچہ انہوں نے اپنی غیر معمولی مصروفیات کے باوجود ہماری دعوت کو قبول کرتے ہوئے یہاں آنے کا وعدہ فرمایا اور ہر دو افسران مورخہ ۲۲/۷ کو قریباً ۵ بجے تمام ہمارے ایریا میں تشریف لائے۔ مہمان خانہ میں حضرت امیر صاحب کی قیادت میں جماعت کے ذمہ دار عہدیداران نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ جناب چیف انجینئر صاحب انجینئر ہیں سے قبل کافی عرصہ بنوں میں مسلمانوں کے ماحول میں رہ چکے تھے۔ اور انہوں نے یہاں تشریف لانے پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ ان ہر دو معزز مہمانوں کی خدمت میں انگریزی قرآن کریم کا ایک ایک نسخہ اور کچھ احمدیہ لٹریچر پیش کیا گیا جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔ مہمانوں نے مقامات مقدسہ یعنی بہشتی مقبرہ، مسجد اقصےٰ مسجد مبارک اور بیت الدعا کی زیارت کی جب چیف انجینئر صاحب کو بیت الدعا کی خاص اہمیت بتائی گئی تو انہوں نے چند منٹ کے لئے اکیلے وہاں کھڑے ہو کر اپنے رنگ میں دعا بھی کی۔ معزز مہمانوں کو جماعت احمدیہ کے بنیادی اصولوں کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ اور ان کی قادیان کے آموں اور مشروبات سے حسب موقع تواضع کی گئی

اس موقع پر قادیان کے مقامی ایس ڈی او بجلی شری کلدیپ سنگھ صاحب سینی بھی ہماری دعوت پر تشریف لائے۔

ہم جناب چیف انجینئر صاحب اور گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ انجینئر صاحب، ہر دو کے خاص طور پر ممنون ہیں کہ انہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے قادیان تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور آئندہ بھی تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔

خاکسار عبدالحمید عاجز
ناظر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
منیجر بدر

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۱ء

قسط نمبر ۲

آج کے زمانہ میں مذہب کی ضرورت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی

مذہب کا فطرتِ انسانی سے تعلق

جہاں تک فطرتِ انسانی کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا اور مذہبی امور کی پابندی کرنا فطرت میں داخل معلوم ہوتا ہے دنیا میں قانون کا موجود ہونا بھی بتاتا ہے کہ مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ کیونکہ جب انسان قانون بناتا ہے تو خدا تعالیٰ کے قانون بنانے سے ہمارا کیا بگڑ جاتا ہے کیونکہ مذہب تو دل کی اصلاح کرتا ہے۔ قرآن مجید اسی امر کی طرف ہماری رہنمائی فرماتا ہے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (روم۔ ۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان تو اپنی ساری توجہ دین کے لئے مخصوص کر دے ایسی صورت میں کہ تجھ میں کوئی کجی نہ ہو۔ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت کو اختیار کر۔ وہ فطرت جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی قائم رہنے والا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ یعنی جس فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ اور اس کو کوئی انسان بدل نہیں سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر متمدن یا غیر متمدن قوم میں تصورِ ذاتِ الٰہی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنز میں مرقوم ہے:۔

"There is no language or nation on the earth which is without the name of God."

کہ زمین پر کوئی زبان اور قوم ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی رنگ میں خدا کا نام نہ پایا جاتا ہو۔ کیونکہ فطرت یہ چاہتی ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک اور قادرِ مطلق خدا ہو قرآن مجید نے فطرت کی اس آواز کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو پیدا کیا اور پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تو روحوں نے کہا قَالُوْا بَلٰى کہ بیشک تو ہی ہمارا خالق و مالک ہے۔ اسی فطرتی جذبہ کا ذکر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔ ؎

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

(ب) پروفیسر سپیٹر Speter (؟) "فلسفۂ دینیہ" میں لکھتے ہیں:۔

"میں کیوں پابندِ مذہب ہوں؟ اس لئے کہ اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ پابندِ مذہب ہونا میری ذاتیات میں ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ وراثت یا تربیت یا مزاج کا اثر ہے۔ میں نے خود اپنی رائے پر ہی اعتراض کیا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ سوال پھر پیدا ہوتا ہے اور وہ حل نہیں ہوتا۔

مذہب کی ضرورت جس قدر مجھ کو اپنی زندگی کے لئے ہے اس سے زیادہ عام سوسائٹی کو ہے۔ مذہب کے شاخ و برگ کئی دفعہ کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ لیکن جڑ ہمیشہ قائم رہی ہے اور اس نے نئے برگ و بار پیدا کر لئے ہیں۔ اسی بنا پر مذہب ابدی چیز ہے جو کبھی زائل نہیں ہو سکتی۔ مذہب کا چشمہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے اور فلسفیانہ فکر اور زندگی کے دردناک تجربے اس کو اور گہرا کرتے جاتے ہیں انسانیت کی زندگی مذہب ہی سے قائم ہوئی ہے اور وہیں سے قوت پائے گی"

(الحیوٰۃ سال اوّل صفحہ ۱۵۵ بحوالہ ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۰)

(ج) سر ولیم ہملٹن Sir William Hamilton لکھتے ہیں:۔

By a wonderful revelation we are thus in the very conciousness of our inability to conceive, aught about the relative and finite, inspired with belief in the existence of something unconditional beyond the sphere of all comprehenciable reality"

یعنی باوجود اس امر کے بخوبی جاننے کے کہ ہم نسبتی اور متناہی اشیاء کے علاوہ دوسری چیزوں کے تعقل کی قابلیت نہیں رکھتے پھر بھی ہمارے نفسوں میں ایک قادرِ مطلق ہستی کے وجود کا اقرار حیران کن طریق سے الہاماً مرکوز ہے۔

(د) میں اپنی تقریر کے شروع میں مسٹر مینسل Mansel کا نظریہ بیان کر چکا ہوں کہ ہم اپنے ذہنوں کی ساخت کی وجہ سے فطرتی طور پر مجبور ہیں کہ ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھیں جو غیر محدود۔ مطلق اور غیر متناہی وجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقرار ہمارے نفسوں میں نہایت قوی طور پر مرکوز کر دیا گیا ہے۔ اور یہی وہ عرفان ہے جس کے ذریعہ سے ہمارا متناہی اور محدود اشیاء کے متعلق علم مکمل ہوتا ہے

الغرض مختلف سائینسدان اور نفسیات کے ماہر اس امر کے معترف ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار اور مذہبی امور کی پابندی کا جذبہ فطرتِ انسانی میں مرکوز ہے۔

مذہب اور عقلِ انسانی

بعض لوگ جو روحانی کوچہ سے آشنا نہیں نہ ہی ان کو الہامِ الٰہی کی چاشنی کبھی نصیب ہوئی ہے۔ محض اپنے مفروضات اور محدود علم پر بنیاد رکھ کر "مذہب" کے معاملہ کو یہ کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں کہ مذہب عقلِ انسانی کی ترقی میں روک ہے۔ حالانکہ عقل آنکھ کی طرح ہے۔ کیا آنکھ کو ظاہری روشنی یا سرمہ بصارت افزا یا دوربین یا خوردبین کا شیشہ کند کرتا ہے یا تیز کرتا ہے۔ ہر صاحب عقل یہ سمجھ لے گا کہ مذکرہ بالا اشیاء آنکھ کیلئے ممد و معاون ہیں۔ پس جو فائدہ آنکھ کو خارجی نور اور روشنی اور خوردبین کے شیشے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اسی پر مذہب کا فائدہ عقل کے لئے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مذہب اور الہام و وحی کسی لحاظ سے بھی عقل کی ترقی میں روک نہیں بلکہ ثابت حقائق پر بنیاد ہونے کی وجہ سے عقل و بصیرت کو تیز کرتا ہے نعم ما قال المعلم الموعود ؎

عقل کو دیں پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

نیز حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح عقلی فلسفہ بغیر تائید خدا کی کلام کے پایۂ متزلزل اور غیر مستحکم اور بے ثبات اور بے بنیاد ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

اسلامی تعلیمات کی رو سے "دنیا" خدا کا "فعل" ہے اور "مذہب" دوسرا "خدا کا قول" ہے۔ خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں تطابق ہے نہ کہ تضاد۔ نیچر کے "سائینس" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسلام نیچر کے مطالعہ اور کائناتِ عالم کے راز ہائے سربستہ پر غور و فکر کی بار بار تحریک کرتا ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کہہ کر عقلِ انسانی کے استعمال پر زور دیتا ہے۔ گویا اسلامی نقطۂ نگاہ سے مذہب اور سائینس میں کوئی تصادم و اختلاف نہیں۔ بلکہ سائینس کی ترقی اور قانونِ نیچر کا گہرا مطالعہ انسان کے ایمان کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں اور مستحکم و مضبوط بناتا ہے۔ اور قدرت کے بے حد و شمار اسرار اور اپنی محدود عقل کو دیکھ کر بے اختیار کہہ اٹھتا ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ؎

ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

(المسیح الموعود)

مذہب کی ضرورت

حضرات! مذہب کا نقطۂ مرکزی اللہ تعالیٰ حقیقی خدا کی ذات ہے۔ اس ہستی کے سمجھنے اور اس پر ایمان لانے کے لئے کچھ عقلی دلائل ہیں جو "ہونا چاہیئے" کے مقام تک پہنچاتے ہیں اور دوسرا ذریعہ "الہام" ہے جو "ہے" کے مقام تک پہنچاتا ہے۔ اب ہم عقلی دلائل سے مذہب کی ضرورت اور اس کے نقطۂ مرکزی خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں جب غور و فکر کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقائق آتے ہیں:۔

۱۔ انسان خود اپنے ارادہ اور اختیار سے پیدا نہیں ہوا کہ اپنی زندگی کا مقصد مقرر کرے۔ لہٰذا انسانی زندگی کا مقصد مقرر کرنا بھی اسی کا حق ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے چونکہ انسانی طاقت کی باریکیاں اور اس کی استعدادوں اور توانائیوں کو اس کا پیدا کرنے والا ہی جان سکتا ہے اس لئے کوئی انسان "مذہب" تجویز نہیں کر سکتا۔ بلکہ خدا ہی نازل کر سکتا ہے۔ جو ہمارے دل کے ہر گوشہ کی کیفیت سے آگاہ ہے۔ جب تک اس خدا پر ایمان نہ رکھا جائے اعمال میں ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا نہیں ہو سکتی۔ انسانی اعمال کا نصب العین ہی وہ مقناطیسی نقطہ ہے جو انہیں

منتشر اور غیر مربوط ہونے سے بچا کر ایک مرکز پر جمع رکھتا ہے۔ اسی امر کی طرف قرآن مجید کی اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذاریات)

کہ ہم نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری معرفت حاصل کریں اور ہماری عبادت کریں اور ہمارے منشا کو معلوم کر کے اس مقررہ لائحہ عمل پر عمل کریں جو ہم نے ان کے لئے تجویز کیا ہے اور یہی مذہب کہلاتا ہے۔

۲۔ انسان اپنی زندگی کے قیام و بقا کے لئے بہت سے سہاروں اور اسباب کا محتاج ہے جس طرح وہ جسم کی بقا کے لئے ان سہاروں مثلاً سورج، چاند، تارے، روشنی، پانی، ہوا غذا وغیرہ کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ اس کی روح کی بقا اور ترقی کے لئے کچھ اسباب و ذرائع اور سہارے ہوں جو اس کے اپنے پیدا کردہ نہ ہوں۔ وہ سہارے خدا تعالیٰ کی طرف سے "مذہب" کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں

۳۔ جس طرح ایک مشین کو صرف دیکھنے والا، اس کے اندرونی و بیرونی پرزوں، ان کی ساخت، طریق استعمال اور ذرائع حفاظت سے از خود واقف نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس مشین کا موجد اور کاریگر اسے خود نہ بتائے اسی طرح ایک انسان اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کے طریق استعمال اور ذریعۂ حفاظت سے اس وقت تک واقف نہیں ہو سکتا جب تک اسے پورا علم اس کے خالق و مالک کی طرف سے نہ دیا جائے۔ اسی علم کو مذہب کہتے ہیں۔

۴۔ مذہب ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے جس میں اخلاق۔ عبادات۔ سیاسیات وراثت۔ شادی بیاہ۔ اکل و شرب اور تہذیب و تمدن وغیرہ کے مسائل ہوتے ہیں۔ ایک انسان کا اپنی ماں بہن بیٹی سے شادی نہ کرنا۔ حرام و حلال اور نیکی و بدی میں تمیز بجز مذہبی تعلیم کے محض عقل انسانی سے نہیں کر سکتا۔

۵۔ جسمانی تربیت اور ظاہری علوم کے لئے انسان والدین، مربیوں اور اساتذہ کا محتاج ہے۔ اسی طرح روحانی علوم کے حصول کے لئے روحانی اساتذہ و معلمین کا محتاج ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہوتے ہیں پس محض انسانی عقل اور تجربہ کی آواز ہدایت انسانی کی تکمیل کے لئے کافی نہیں بلکہ خدائی رہنمائی اور الہام کی ضرورت ہے جو سب انسانوں کی ضروریات کا خیال رکھ کر ایک ضابطہ نازل فرمائے اور اس ضابطہ میں ہر انسان کے حقوق محفوظ ہوں۔ چنانچہ قرآن مجید نے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر) کہہ کر اسی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے کہ جب سے انسانیت کی ابتدا ہوئی ہے تب سے روحانی معلمین اور مامورین کا ظہور ہوتا رہا تاکہ وہ مخلوق خدا کو اس کے آستانہ تک پہنچا سکے۔ یعنی رہنمائی کر سکیں۔ گویا "انسانیت" اور "نبوت و رسالت" باہمی لازم و ملزوم ہیں جب تک "انسانیت" موجود رہے گی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رہے گا تاکہ انسان کے مقصد حیات تک رہنمائی کا سلسلہ کبھی بند نہ ہو۔ اور ہمیشہ کھلا رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذہب کی ضرورت ازل سے لے کر ابد تک کے لئے ہے۔ اور اس کا مقصد اعلیٰ خدا شناسی اور انسان کو اعلیٰ اخلاق سے مزین و متصف کرنا ہے تاکہ وہ خدا نما بن جائے

مذہب کا مقصد اور ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرات! مذہب کے مقصد حقیقی کو پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے فلاسفروں کو غلطی لگی ہے وہ سمجھے کہ مذہب سے ہمیں ثروت و دولت مل جائے گی اور آسودہ حال ہو جائیں گے۔ یہ انداز فکر غلط ہے۔ ہر چیز کا الگ الگ مقصود اور نصب العین ہوتا ہے۔ مثلاً لباس بدن ڈھانکنے کے لئے ہے نہ کہ بھوک و پیاس دور کرنے کے لئے۔ اسی طرح مذہب کا مقصد انسان کو نشست و برخاست، کھانے پینے، بات چیت کرنے اور تمام اقسام معاشرت کے طریق سکھا کر اس کو حیوانی طریقوں سے نجات دلانا ہے پھر اسے ادب و شائستگی اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا ہے۔ تاکہ وہ اپنی طبعی قوتوں کو موقع و محل کے مطابق مناسب رنگ میں استعمال کرے اور پھر اپنے خالق حقیقی سے ایک تعلق روحانیت بھی پیدا کرے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:۔

(الف) مذہب کی اصل غرض خدا پر ایسا یقین دلانا ہے کہ وہ نظر آجائے کیونکہ جب تک خدا کی معرفت نہ ہو۔ انسان گناہ کی ہلاکت سے بچ نہیں سکتا اور اس یقین کے حاصل ہونے کی ایک ہی راہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس کے خارق عادت نشان دیکھے اور بار بار تجربہ سے اس کی جبروت اور قدرت پر یقین کرے"

(نسیم دعوت)

نیز فرمایا:۔

(ب) مذہب کی جڑھ خدا شناسی اور معرفت نعماء الٰہی ہے اور اس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور لطیف محبت ہے جو رب اور اس کے بندوں میں پیدا ہو جاتی ہے اور اس پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس اور پاکیزگی کا ثمرہ ہے"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲)

حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک طرف خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں اور وحی و الہام سے مشرف ہیں تو دوسری طرف حسب منطوق آیت قرآنی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اخلاق فاضلہ کا مجسمہ ہیں۔ اسی لئے آپ اپنی بعثت کا مقصد ان پیارے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

(۱) بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (مسند احمد بن حنبل)

(ب) اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ اَحْسَنُهُمْ اَخْلَاقًا (طبرانی)

کہ میں اخلاق فاضلہ کی تکمیل و قیام کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور خدا تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں میں سے وہ لوگ محبوب ہیں جو اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے متصف ہوں

یہ آیات قرآنی اور احادیث نبویہ صاف واضح کر رہی ہیں کہ مذہب کا مقصد خدا شناسی اور انسان کو اعلیٰ اخلاق سے متصف کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کا مقرب و محبوب وہی شخص ہو سکتا ہے جو حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی ادا کرے۔

مذہب کا نزول خاص افراد پر ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کہلاتے ہیں

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کے اظہار اور تمدن و معاشرت کے قیام کے لئے ہر انسان کو مختلف قابلیتیں اور استعدادیں دے کر پیدا کیا ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی سے ہر سفید چیز چمکے گی اور اپنی صفائی کے لحاظ سے اس سے روشنی لے گی اسی طرح خدا تعالیٰ کے نور سے وہ شخص نور حاصل کرے گا جس کا قلب نہایت ہی صاف و شفاف ہوگا اور اصفیٰ قلب والے لوگ نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس عالم میں علت و معلول اور اسباب و وسائط کا ذریعہ رکھا ہے۔ گویا یہ پاکباز لوگ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (النحل ع)

(ب) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن ع)

(ج) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران ع)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کر کے اسے اپنا کلام دے کر انکی ہدایت و رہنمائی کے لئے مقرر فرماتا ہے اور وہ لوگوں کو توحید الٰہی اور تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے اس علم غیب کا اظہار کسی رسول پر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ اس کی یہ سنت ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی کو رسول مقرر کرتا ہے اور اس پر اپنے غیب کو ظاہر فرماتا ہے۔ پس اے لوگو! تم اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے یہ بہت بڑا اجر مقدر ہے

متذکرہ بالا آیات قرآنی سے عیاں ہے کہ مذہب کا نزول خاص افراد پر ہوتا ہے جو مذہب اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ یہ نبی اور رسول خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر لوگ خدا تعالیٰ کی محبت اور قرب کو پا سکتے ہیں۔ مگر ایک بات خاص طور پر قابل نوٹ ہے کہ یہ انبیاء و مرسلین خدائی پیغام پر سب سے پہلے عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بن جائیں اور لوگ ان کی اقتداء کریں اور یہ امر بھی لوگوں پر واضح ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آمدہ تعلیم ہم انسانوں کے لئے ایسی ہے کہ ہم بآسانی سہولت سے اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا ہر رسول اور نبی بھی تو ہمارے جیسا ہی انسان اور بشر ہوتا ہے۔

دوسرے جب اللہ تعالیٰ ان انبیاء کرام کو اپنے علم غیب سے نوازتا ہے وہ پیشگوئیاں کرتے ہیں اور وہ پیش خبریاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ انبیاء کرام اپنے خالق و مالک کی طرف سے تائید و نصرت پاتے اور اپنے مقدس مشن میں مظفر و منصور ہوتے ہیں تو یہ امر ان مامورین ربانی کی صداقت کا ثبوت ہوتا ہے کہ واقعی یہ لوگ خدا تعالیٰ کے نمائندہ اور فرستادہ ہیں۔ اور ایک ایسی حی و قیوم ہستی موجود ہے جس کا ان سے تعلق ہے اور مذہب واقعی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے!

(باقی)

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

خاکسار کے بیٹے عزیزم مبارک احمد کا نکاح عزیزہ نصرت بی بی بنت مکرم عرفان خاں صاحب ساکنہ پنکال ضلع کٹک اڑیسہ کے ساتھ مبلغ ۵۰۰ روپے حق مہر پر مکرم مولوی محسن خاں صاحب مبلغ کرڈاپلی نے ...؁ ۲۷ کو بمقام پنکال پڑھا خاکسار مع اپنے بیٹے کے ۱۹ کو قادیان سے اڑیسہ گیا تھا۔ رخصتانہ کے بعد ... کو واپس قادیان روانہ ہوا ۱۹ کو دعوت ولیمہ عمل میں آئی احباب کرام اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کی دعا کریں

خاکسار [illegible] محمد اسلم درویش قادیان

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ سے عظمت قرآن پاک کا قیام

از مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں کو

احادیث میں مسیح موعود کے ذمہ بہت سارے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے احکامات اور اس کی تعلیمات اگر دنیا سے اس قدر مفقود ہو گئی ہوں گی کہ وہ ثریا ستارہ جو اپنی اونچائی میں سب ستاروں سے مشہور ہے تک بھی پہنچ گئی ہوں گی تو خدا تعالیٰ کا یہ پہلوان ان تعلیمات کو وہاں سے بھی اتار لے گا اور از سر نو قرآن پاک کی عظمت کو دنیا میں اجاگر کر دے گا۔ چنانچہ اس قدیمی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کے لئے جو علمی اور افادی لٹریچر تیار کیا ہے اس کی عظمت اور اہمیت کو مسلمان اکابرین نے بھی تسلیم کیا ہے اور آپ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس لٹریچر کی خصوصیات میں سے ایک نمایاں اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی روح پرور عبارت کے رگ و ریشہ میں قرآن مجید کی محبت اور عظمت پنہاں ہے۔ آپ نے قرآن کریم کے متعلق جس موضوع پر بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اس سے قرآن مجید سے محبت رکھنے والے ہر انسان پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ عش عش کر اٹھتا ہے۔ قرآنی حسن و جمال، فصاحت و بلاغت، شوکت بیان اور دیگر فضائل کو نہایت اچھوتے اور دلآویز پیرایہ میں آپ نے پیش فرمایا ہے۔ آپ اپنے عشق قرآن کا اظہار کچھ اس طرح سے بیان فرماتے ہیں کہ

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

آپ نے قرآن پاک کی عظمت، فضائل اور کمالات کو ایسے نازک اور اڑے وقت میں پیش فرمایا کہ مخالفین اسلام "الکفر ملۃ واحدۃ" کے مصداق بن کر قرآن کریم کے ظاہری اور باطنی کمالات کو مسخ کرنے میں کوشاں تھے۔ عیسائی پادریوں نے تو گویا اپنے ذمہ ڈیوٹی ہی لے لی تھی کہ قرآن کریم کے معجزہ کو مشکوک بنا دیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے لاکھوں صفحات کا لٹریچر بھی شائع کیا۔ ایسے وقت میں آپ نے ان تمام اقوام کو تحدی کے ساتھ چیلنج کیا۔ اور ان کے سامنے معجزہ کی حقیقت کو بیان فرمایا اور معجزہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ

معجزہ ایسے امر خارق عادت کو کہتے ہیں کہ فریق ثانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر آ جاوے۔ خواہ وہ امر بظاہر نظر انسانی اور طاقتوں کے اندر ہی معلوم ہوتا ہو جیسا قرآن شریف کا معجزہ جو ملک عرب کے تمام باشندوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ پس اگرچہ وہ بنظر سرسری انسانی طاقتوں کے اندر معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کی نظیر پیش کرنے سے تمام ہاتھ رک گئے عاجز آ گئے۔ پس معجزہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے قرآن شریف کا کلام نہایت روشن مثال ہے۔"

(نصرت الحق)

مندرجہ بالا الفاظ میں معجزہ کی جو تعریف اور مقصد آپ نے بیان فرمایا ہے اس کی قدرے معنوی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ثابت کر دیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق و حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق بحر ذخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

پھر قرآن پاک میں کئی ایک زریں اصول تھے جن کو بد قسمتی سے مسلمانوں نے اپنی کم فہمی اور نادانی کی وجہ سے نظر انداز کر دیا اور ان کو ترک کرتے ہوئے خود کو قعر مذلت میں گرا لیا۔ مثال کے طور پر جہاد ہی کا ایک مسئلہ ہے اسلام میں جہاد کی فضیلت مسلمہ ہے اور یہ جہاد ہی دراصل اسلام کی صحیح سپرٹ قائم رکھتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے جہاد کے مفہوم کو ایسے رنگ میں پیش کیا گیا جو اسلام پر اعتراض کا باعث ہو گیا۔ اور اس اعتراض نے پادریوں کو اسلام کے خلاف فضا پیدا کرنے کا زریں موقع دیا۔ اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات اور تالیفات میں جہاد کی جو تشریح فرمائی ہے اس سے قرآن پاک اور اسلام کی حقیقی شان اور عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ مسئلہ جہاد میں جو غلط فہمی پائی جاتی تھی آپ نے اس کا دلائل ساطعہ سے ازالہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ اصل جہاد تو جہاد بالقرآن ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جاھدھم بہ جہاداً کبیراً۔ یعنی مخالفین اسلام کے ساتھ قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کرو۔ یعنی قرآنی تعلیمات کی اشاعت کثرت سے کی جائے اور اسلام کے خلاف جملہ اعتراضات کا جواب قرآنی آیات سے دیا جائے۔ تاکہ اسلام کی حقانیت اور صداقت آشکار ہو۔ چنانچہ آپ اپنی ایک تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ابتدائے اسلام میں دفاعی لڑائیوں اور اسلامی جنگوں کی اس لئے بھی ضرورت پڑتی تھی کہ دعوت اسلام کرنے والے کا جواب ان دنوں دلائل و براہین سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاتا تھا اس لئے لاچار جواب الجواب میں تلوار سے کام لینا پڑا۔ لیکن اب تلوار سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے۔ اس لئے اب کسی کو شایاں نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے۔"

قرآنی آیات سے عیسائیوں نے استہزاء اور تمسخر شروع کر رکھا تھا۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ بعض مسلمان مفسرین نے قرآنی آیات کو منسوخ کرتے ہوئے غلط راستہ پر عوام کو چلانے کی کوشش کی یعنی بعض مفسرین نے گیارہ صد آیات کو منسوخ قرار دیا اور بعض نے سات سو کو۔ علامہ سیوطی جیسے بلند پایہ مفسر نے بیس آیات کو منسوخ کر دیا چنانچہ آپ نے اپنی مشہور کتاب "اتقان" میں ان کو تحریر بھی کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ یہ عقیدہ انتہائی خطرناک اور ضرر رساں ہے اور قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ایک کتاب قاہرہ سے لانسخ فی القرآن شائع ہوئی ہے جس میں مؤلف نے کافی ریسرچ سے ان آیات منسوخہ کے متعلق علمی اور عقلی دلائل کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ یہ مسئلہ غلط ہے اور اس طرح حضرت بانی احمدیت کے علم کلام کو شاندار فتح ہوئی ہے۔ اس نظریہ کے پیش کرنے کا مقصد دراصل قرآن کریم کے مقام عظیم کو پیش کرنا ہے اگر بعض قرآنی آیات کو منسوخ سمجھ لیا جائے تو یہ اسلام پر خطرناک حملہ ہے اور پادریوں نے اسی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسلام کے خلاف خطرناک حملے کئے ہیں۔

حضرت بانی احمدیت کو عظمت قرآن کے قائم کرنے میں تاریخی لحاظ سے یہ امتیازی مقام بھی حاصل ہے کہ آپ نے ثابت فرمایا ہے کہ جس زبان میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے وہ ام الالسنہ ہے۔ آپ نے ۱۸۹۵ء میں یہ پر شوکت اعلان فرمایا اور اس امر کے اثبات میں آپ نے ایک کتاب "منن الرحمن" کے نام سے تحریر فرمائی جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

"اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق السنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوئی جو ام الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے"

ام الالسنہ کے نظریہ کو پیش کرنے کا بنیادی مقصد آپ کا یہ تھا کہ قرآن کریم کے بلند مقام کو ظاہر کیا جائے۔ رائل عرب اکیڈمی کے ایک ممتاز اور مشہور ممبر اور استاذ نے ایک کتاب "الکمال اللغۃ" تحریر کی ہے جس میں آپ نے اپنی طرف سے یہ علمی انکشاف کیا ہے کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے اور میں پہلا شخص ہوں جس نے اس تحقیق کو پیش کیا ہے۔ یہ نظریہ اس نے ۱۹۳۵ء میں پیش کیا جبکہ حضرت بانی احمدیت نے ۱۸۹۵ء میں یہ نظریہ پیش فرمایا تھا۔

صداقت قرآن کے سلسلہ میں آپ کی سب سے پہلی کتاب اور معرکۃ الآراء تصنیف "براہین احمدیہ" ہے۔ اس کتاب کے دلائل کا مطالعہ کر کے مسلمان اکابرین نے اسے عظیم الشان کتاب قرار دیا ہے۔ غرض آپ کی زندگی کا نمایاں کارنامہ عظمت قرآن کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو اس سے بہرہ ور فرمائے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت ــــ اور ــــ انجیل

از عزیز عبدالرشید صاحب ضیاء متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح علیہ السلام کا تعلق تین قوموں سے ہے۔ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں میں وہ پیدا ہوئے۔ انہی کی طرف اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنا کر مبعوث کیا تھا۔ مگر یہود نے ان کی تکذیب کی اور انہیں مفتری علی اللہ اور لعنتی ٹھہرایا۔

عیسائی حضرت مسیح کے ماننے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ان میں بیسیوں فرقے ہیں۔ ایک فرقہ موحد یہ بھی ہے جو شروع سے اس عقیدہ پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام صرف رسول اور خدا کے ایک نبی تھے لیکن عیسائیوں کی موجودہ اکثریت حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا خیال کرتی ہے۔

تیسری قوم جس کا تعلق مسیح علیہ السلام سے ہے وہ مسلمان ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق جس طرح باقی سب نبیوں پر ایمان لاتی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام پر بھی ایمان لا کر انہیں نبی اور رسول مانتے ہیں۔

گویا مسیح علیہ السلام کے مقام نبوت کے لحاظ سے یہود آپ کے منکر اور مکذب ہیں۔ نصاریٰ آپ کے مقام میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ صرف مسلمان آپ کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اسی طرح جب ہر سہ اقوام کے ان عقاید و خیالات کا جو وہ حضرت مسیح کے بارہ میں رکھتے ہیں جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کی ذات آپ سے تعلق رکھنے والوں کے متضاد خیالات کا مجمع ہے۔ کیونکہ یہودی آپ کی ولادت کو ناجائز اور غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔ مسلمان اور عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت بن باپ ہوئی ہے اور آپ محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی عیسائی کہتے ہیں چونکہ وہ قادر مطلق تھے اس لئے بن باپ پیدا ہوئے۔ حالانکہ قادر مطلق کے رحم مادر سے پیدا ہونے کا معمہ آج تک کوئی مسیحی حل نہ کر سکا۔ اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ایسی پیدائش مسیح کے بندہ اور مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔

اسی طرح ان کی عمر کے بارہ میں تینوں قوموں میں اختلاف ہے۔ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ ۳۳ سال کی عمر میں مسیح صلیب پر چڑھا کر مار دیئے گئے اور اسی طرح یہودی عقیدہ کے مطابق مسیح لعنتی ٹھہرا (نعوذ باللہ من ذالک) کیونکہ جب مسیح نے اپنا دعوےٰ رسالت ان کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کو مفتری اور مکذب ٹھہرایا۔ کیونکہ مسیح کے آنے سے پہلے موجب ان کی نبی کی کتاب کے ایلیاہ کا آنا ضروری تھا جب مسیح کو اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا ایلیاہ جو آنے والا تھا وہ یہی (یوحنا) ہے مگر وہ نہ مانے اور اس کو صلیب دی کیونکہ مقدس کتاب میں لکھا ہے "جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" غرض اس طرح کی موت ازروئے تورات ایک مدعیٔ نبوت کے لعنتی ہونے کی واضح دلیل ہے اسلئے یہودی مسیح کو ملعون قرار دیتے ہیں

عیسائی حضرات بھی مسیح کی صلیبی موت پر یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صلیب پر مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔ اور جسم سمیت آسمان پر چڑھ گیا۔ غرض یہود و نصاریٰ دونوں مسیح کے لعنتی ہونے کے قایل ہیں۔ مگر عیسائی اس کے ملعون ہونے کی یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ وہ صلیب پر مرے اور یہودی عقیدہ کی رو سے وہ لعنتی ٹھہرے اور ملعون ثابت ہوئے۔ مگر بات یہ ہے کہ وہ لعنتی اپنے لئے نہیں ہمارے لئے ہوا ہے لکھا ہے

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اور اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"

(گلیتون ۳ : ۱۳)

مگر قرآن مجید مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کی مدلل تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء ع) یعنی انہوں نے مسیح کو درحقیقت قتل کیا اور نہ ہی وہ بذریعہ صلیب ہلاک ہوا بلکہ ان کو محض ایک شبہ پیدا ہوا کہ گویا حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت ہو گئے ہیں اور ان کے پاس وہ دلائل نہیں جن کی وجہ سے ان کے دل اس بات پر مطمئن ہو سکیں کہ یقیناً حضرت مسیح کی جان صلیب پر نکل گئی تھی۔ دراصل اس آیت میں ایک چیلنج کیا گیا ہے کہ ان کے پاس کوئی حقیقی ثبوت نہیں ہے صرف گمان ہے۔ یہ وہ اختلاف ہے جو قرآن اور انجیل میں پایا جاتا ہے۔ مگر جب ہم انجیل کو دیکھتے ہیں تو بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ انجیل مسیح کے صلیب پر مرنے سے انکار کرتی ہے کیونکہ مندرجہ ذیل دلائل اس کے واضح ثبوت ہیں کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے

دلیل اول :۔ کیونکہ مسیح سے جب نشان طلب کیا گیا تو وہ کہتے ہیں "اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں، مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ (متی ۱۲ تا ۴۰)

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوا۔ زندہ رہا اور زندہ ہی باہر نکلا اسی طرح مسیح نے بھی قبر میں زندہ داخل ہونا اور زندہ رہنا، زندہ ہی باہر نکلنا تھا۔ صرف یہی ایک مشابہت پورے طور پر حضرت مسیح اور حضرت یونس میں پائی جاتی ہے اور کوئی دوسری مشابہت ہرگز ثابت نہیں کی جا سکتی اگر وقت اور میعاد کی مشابہت کو مدنظر رکھا جائے تو یہ ساری نہیں کیونکہ حضرت یونس تین دن اور تین رات یعنی ۷۲ گھنٹے کے قریب مچھلی کے پیٹ میں رہے!۔ حضرت مسیح جمعہ کے بعد رات سے لے کر اتوار کی صبح تک یعنی صرف دو رات اور ایک دن یعنی صرف ۳۶ گھنٹے رہا۔ دراصل اس آیت میں ایک پیشگوئی تھی جو مسیح نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر تمثیل کے طور پر بیان کی تھی اور اس تمثیل میں یہ بتا دیا تھا کہ وہ صلیب پر نہ مرے گا اور نہ لعنت کی لکڑی پر اس کی جان نکلے گی۔ بلکہ یونس نبی کی طرح صرف غشی کی حالت ہو گی اور پھر یونس کی طرح قوم میں عزت پائے گا۔ سو یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ کیونکہ مسیح زمین کے پیٹ سے نکل کر اپنی ان قوموں کی طرف گیا جو کہ کھوئی ہوئی تھیں کیونکہ وہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا تھا

دوسری دلیل :۔ مسیح کے صلیبی موت سے نجات پانے کی لوقا ۲۳ آیت ۱۳ تا ۲۰۔ اور یوحنا ۱۹ : ۱۲ سے ظاہر ہے کہ پیلاطس بھی حضرت مسیح کے بچانے کی فکر میں تھا اگرچہ وہ کھلی کھلی اعانت سے ڈرتا تھا اسی لئے اس نے حضرت مسیح کو بچانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا یعنی

۱۔ حضرت مسیح کا مصلوب ہونا جمعہ کی شام کے قریب پر ڈال دیا تا کہ وہ زیادہ دیر تک صلیب پر نہ رہ سکے

۲۔ جب اس کے ساتھ والے چوروں کی ہڈیاں توڑی گئیں تو صرف یہ کہہ کر کہ وہ مر چکا ہے یہودیوں کو غافل کر دیا اور اس کی ہڈیاں توڑے جانے سے اس کو بچا لیا۔

۳۔ حضرت مسیح کو آپ کے ایک مخلص شاگرد کے حوالہ کر دیا نہ کسی مخالف کے۔ دوسری طرف خدا نے یہ سامان پیدا کیا کہ اس کے صلیب پر چڑھنے کے ساتھ ہی زلزلہ بھیج دیا، ہیکل کا پردہ پھٹ گیا طرح طرح کی مصیبتیں آگئیں۔ یہودیوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے وہ مسیح کا پیچھا کیا کرتے۔ اور دوسرے حاکم بھی مسیح کی نسبت نیک گمان ہو گئے اور دشمن آپ کی نگرانی سے گھبرا گئے (متی ۲۷ : ۴۴ تا ۵۱) ان سب حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح زندہ ہی صلیب پر سے اتار لئے گئے اور زندہ ہی قبر میں رہے اور زندہ ہی نکلے۔ ان واقعات کی تصدیق تواریخی طور پر بھی ہوتی ہے کیونکہ طب کی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے جو حضرت مسیح کے زخموں پر لگائی گئی اور جسے مرہم عیسیٰ اور مرہم حواریین وغیرہ کہا جاتا ہے۔

تیسری دلیل : صلیب کی موت سے نجات پانا اس لئے بھی ضروری تھا کہ مقدس کتاب میں لکھا ہے کہ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے اور لعنت کا ایک ایسا مفہوم ہے جو حضرت مسیح جیسے خدا کے برگزیدہ پر ایک دم کے لئے بھی تجویز کرنا سخت ظلم اور ناانصافی ہے کیونکہ ملعون اس کو کہتے ہیں جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے منقطع ہو جائے اور اس میں اور خدا میں باہم بغض اور نفرت اور کراہت اور عداوت پیدا ہو جائے۔ اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے شیطان کا نام لعین ہے لیکن قرآن مجید مسیح کے حق میں فرماتا ہے وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ غرض قرآن مسیح کے ملعون ہونے سے انکار کرتا ہے اور جب وہ ملعون نہ ہوا تو اس کے ساتھ ہی کفارہ کی بنیاد بھی منہدم ہو جاتی ہے جس کی بنیاد ہی مسیح کے (نعوذ باللہ) ملعون ہونے پر ہے۔

چوتھی دلیل :۔ مسیح کے صلیب سے نجات پانے کی اس کی وہ دعا ہے جو اس نے گتسمنی باغ میں کی تھی "اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے (متی ۲۶ : ۳۶ تا ۳۹) اور اسی طرح متی ۲۷ : ۴۶ میں بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی دعا رد ہو گئی تو اس سے مسیح کا یہ دعوےٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ "باپ جو آسمان پر ہے میری سنتا ہے" اسلئے آپ کی دعا ہرگز رد نہیں ہوئی بلکہ قبولیت پا گئی جیسے کہ یوحنا باب ۱۱ آیت ۴۱ میں ہے "پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی اور مجھے معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے اور اسی طرح پولوس کے اس خط سے جو اس نے عبرانیوں کے نام لکھا ہے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی دعا قبول ہو گئی۔ پولوس لکھتا ہے کہ "اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی" (عبرانیوں ۵ : ۷) غرض انجیل کے ان حوالجات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے صلیب پر وفات نہیں پائی بلکہ طبعی موت سے فوت ہوئے اور یہی وہ کسر صلیب ہے جو اس زمانے میں امام مہدی نے کی اور کسر صلیب سے یہی مراد تھی کہ وہ دین نصاریٰ کا ابطال کریگا جرجم

احیاءِ اُمّتِ مُسلمہ کیونکر مقدّر ہے؟

بقیہ صفحہ نمبر (۲)

مولانا عمادی اس وقت "البیان" لکھنؤ کے مُدیر تھے اور "البیان" میں اُنہوں نے حضورؑ کے وصال پر تبصرہ لکھا تھا۔

مولانا آزاد تحریر کرتے ہیں :-

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسّم تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مُٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دُنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ ہستی کو بیدار کرتا رہا...... دُنیا سے اُٹھ گیا....
ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دُنیا میں انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔"

"..... تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہو گیا...... اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پُورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔"

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے عالمِ اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دُنیا اسلام کی شمعِ عرفانِ حقیقی کو سرِ راہِ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پُشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجُود ہی نہ تھا ..... کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اُڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دُھواں ہو کر اُڑنے لگا...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ اُنہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ اُن کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

"اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے ...... آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں.... آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دُنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

اخبارات اور مولانا آزاد کے یہ تبصرے

۱۹۰۸ء میں حضورؑ کے وصال کے موقعہ کے ہیں جبکہ جماعتِ احمدیہ صرف متحدہ ہندوستان میں قائم تھی لیکن بعد کے ۶۴ سال میں یورپ، افریقہ اور ایشیا کے بر اعظموں میں اس نے نمایاں ترقی کی ہے اور اس کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے اور اس کا اثر اور وزن محسوس کیا جاتا ہے (آگے کالم ۲ نیچے)

انگلستان میں کامیاب یومِ تبلیغ

بقیہ صفحہ اوّل

لندن میں، جو عیسائیت کا مرکز سمجھا جاتا ہے خدائے واحد کی منادی اور اسلام کی عظمت کا پرچار کرتے رہے۔ تبلیغِ اسلام کے اس عملی پروگرام میں انصار، خدام اور اطفال سب نے ہی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اور لندن کے گلی کوچوں میں ہر ملنے والے کو نہایت احسن رنگ میں اسلام کا لٹریچر پیش کیا۔ لٹریچر کی تقسیم کے بارہ میں احبابِ جماعت کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ صرف خواہش مند اور مطالعہ کا وعدہ کرنے والے احباب کو ہی لٹریچر دیا جائے تاکہ وہ بلا وجہ ضائع نہ ہو اس لئے لٹریچر کی تقسیم میں بہت احتیاط برتی گئی۔ اس ایک دن میں لندن میں تین ہزار دو سو کی تعداد میں کتب اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ۱۸ احباب نے مزید معلومات حاصل کرنے کی غرض سے اپنے پتہ جات نوٹ کروائے اور متعدد احباب نے وعدہ کیا کہ وہ اسلام کے بارہ میں مزید مطالعہ کی غرض سے ہماری مسجد میں تشریف لائیں گے۔

لندن مشن سے وفود کو روانہ کرنے کے بعد مکرم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن نے لندن کے مختلف علاقہ جات کا دورہ کیا۔ اور احبابِ جماعت کے تبلیغی کام کا موقعہ پر جائزہ لیا۔ خاکسار نے ایک تبلیغی گروپ کی قیادت کی۔ اور آکسفورڈ سٹریٹ میں لٹریچر تقسیم کرنے کے بعد لندن کے مشہور ہائیڈ پارک میں جا کر گوشۂ مقررین SPEAKER'S' CORNER میں اسلام کے بارے میں قریباً دو گھنٹے تک تقریر کی جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کامیاب رہی۔ سینکڑوں احباب نے تقریر اور سوال و جواب کو سُنا۔ اور اس دوران میں میرے ساتھیوں نے پارک میں کثرت کے ساتھ لٹریچر تقسیم کیا۔

لٹریچر کی تقسیم سے فارغ ہو کر پانچ بجے کے قریب احبابِ جماعت دوبارہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ ہر شخص مطمئن اور خوش نظر آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسے خدائے واحد اور اسلام کا نام بلند کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ایک مختصر اجلاس منعقد ہوا جس میں سب گروپس کے قائدین نے اپنے اپنے گروپ کے کام کی رپورٹ، اپنے تأثرات، تجربات اور مشاہدات بیان کئے۔ یہ مجلس ہر لحاظ سے بہت مفید اور ایمان افروز ثابت ہوئی۔

لندن کے علاوہ انگلستان کے باقی شہروں میں بھی جماعت ہائے احمدیہ نے یومِ تبلیغ بڑے اہتمام سے منایا۔ جلنگھم میں احبابِ جماعت نے ۱۷۰۰ انگریزی پمفلٹ اور ۱۲ کتب تقسیم کیں۔ لائیربری میں بھی جماعت کی کتب رکھوائی گئیں۔ بہت سے افسران کو لٹریچر بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا۔ ہڈرزفیلڈ میں احبابِ جماعت نے گلی کوچوں میں اور مختلف چرچوں کے سامنے ان کی اجازت سے لٹریچر تقسیم کیا۔ بہت سے لوگوں نے اسلام سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ایک مقامی اخبار میں "WHAT IS ISLAM" کے عنوان سے نمایاں طور پر اشتہار شائع کروایا گیا۔ اس طرح یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس علاقہ میں قریباً پچاس ہزار افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ ایک لوکل اخبار نے یومِ تبلیغ کی رپورٹ بھی شائع کی۔ کرائیڈن کی جماعت کے دوستوں نے بھی کرائیڈن کے سب علاقوں میں وسیع پیمانہ پر لٹریچر تقسیم کیا۔ زبانی گفتگو کی گئی۔ اور بعد دوپہر زیرِ تبلیغ احباب کو گھروں پر مدعو کر کے اسلام کے بارہ میں مزید معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ برمنگھم میں احبابِ جماعت "احمدیہ مسلم سنٹر" میں جمع ہوئے جہاں انہیں چار گروپوں کی صورت میں شہر کے مختلف علاقوں میں روانہ کیا گیا۔ زیرِ تبلیغ لوگوں سے ان کے گھروں پر جا کر ملاقات کی گئی اور بعض دور دراز اور غیر معروف علاقوں میں جا کر بھی اسلام کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ پریسٹن میں بھی احبابِ جماعت نے لٹریچر تقسیم کیا اور بہت سے احباب کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا۔ زیرِ تبلیغ احباب کو گھروں پر مدعو کر کے بھی اسلام کے پیغام سے روشناس کروایا گیا۔ دیگر جماعتوں میں بھی یومِ تبلیغ کامیابی کے ساتھ منایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے کہ ہمارا امسال کا یہ پہلا یومِ تبلیغ ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ ہزاروں احباب تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔ دلوں کا کھولنا اور سعید روحوں کو قبولِ حق کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کرے کہ اس سرزمین کے رہنے والے بہت جلد اسلام کے زندگی بخش پیغام کو سمجھنے لگ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ اس صداقت کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کے دائمی فضلوں کے وارث بن جائیں۔
اٰمین ثمّ اٰمین ؛

بقیہ: پس جمعیۃ العلماء کے سربراہ اور الجمعیۃ کے لئے واجب التعظیم شخصیت مولانا آزاد کے سرسری نہیں بلکہ مبنی بر حقائق تبصرہ کو بھی قابلِ اعتناء نہ سمجھنا بلکہ قرآن و حدیث کی مستند باتوں کے خلاف قلم چلانا کسی طرح مناسب نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

آپ یقیناً اتنی معمولی سی قربانی کر سکتے ہیں

اگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے آپ اپنے مخیّر بھائیوں کی طرح ہزاروں اور سینکڑوں روپیہ درویش فنڈ میں نہیں دے سکتے تو صرف -/۱۲ روپے سالانہ ادا کرکے اس مقدس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں بلکہ کوشش کریں کہ آپ کے عزیزوں۔ رشتہ داروں اور بھائیوں اور دوستوں، بلکہ حلقۂ احباب میں کوئی کمانے والا ایسا احمدی نہ رہ جائے جس نے اس تحریک میں حصہ نہ لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش میں برکت ڈالے۔ آمین ٭

ناظر بیت المال آمد قادیان

مرمّت مقاماتِ مقدّسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیّت کے حامل ہیں۔ مرورِ زمانہ کے باعث اُن کی ضروری مرمّت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی براہِ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تختِ گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقاماتِ مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

چندہ تحریک جدید کا سالِ رواں ختم ہو رہا ہے

چندہ تحریکِ جدید کا سالِ رواں ۳۱ اخاء (اکتوبر) کو ختم ہو رہا ہے گویا صرف چار ماہ باقی ہیں۔ سو احباب کو اس چندہ کی زیادہ وصولی کی طرف، فوری توجہ فرمانا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندِ جلیل اور شمعِ احمدیت کے لاکھوں پروانوں کے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے القاءِ الٰہی کے ماتحت ۱۹۳۴ء میں تحریکِ جدید جیسی مبارک اور مہتم بالشان تحریک کا اجراء فرما کر اسلام کی عالمگیر اشاعت اور جماعت کی تنظیم و استحکام کے سلسلہ میں اپنے باون سالہ عہدِ خلافت میں وہ عظیم الشان اور زندۂ جاوید کارنامہ سرانجام دیا جس کے لئے آنے والی ہر نسل حضور کی ممنونِ احسان رہیگی۔

حضور فرماتے ہیں:- "دُنیا میں آج خدا تعالیٰ کو تقریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے اے احمدی مخلصو! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو (اس کے گھر میں) داخل کرو۔ کیا تم تحریکِ جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر خدا تعالیٰ کو اس کے گھر میں داخل نہ کروگے؟"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

ضروری اعلان

مکرم میاں ظفر احمد صاحب باٹی اور اُن کے ہر سہ بھائی مظہر احمد صاحب۔ ناصر احمد صاحب اور محمود احمد صاحب پسران سیٹھ محمد یوسف صاحب باٹی (مرحوم) اور مرحوم کی اہلیہ سماۃ عالیہ بیگم صاحبہ سب نے قضاء میں یہ درخواست دی ہے کہ ہم ہی اپنے والد سیٹھ محمد یوسف صاحب باٹی (مرحوم) کے جائز وارث ہیں۔ اور مرحوم کی جو امانت صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں ہے اس کو برآمد کرانے کا ہمارے حق میں فیصلہ کیا جائے۔ اور ہم سب ورثاء متفقہ طور پر میاں ظفر احمد صاحب کو اس بات کا اختیار دیتے ہیں کہ وہ ہمارے قائم مقام ہو کر اس امانت کو خزانہ سے کلًا یا جزءًا وصول کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اُن کے حق میں امانت کی واپسی کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ سیٹھ محمد یوسف صاحب باٹی مرحوم آف کلکتہ کے ورثاء عالیہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبہ مرحوم اور ہر چہار بچے محمود احمد صاحب، مظہر احمد صاحب ناصر احمد صاحب اور ظفر احمد صاحب نے اپنے آپ کو جائز وارث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر مذکورہ ورثاء کے علاوہ کوئی اور بھی جائز وارث ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر ناظم صاحب قضاء کو درخواست دے کر اپنا حق لے سکتا ہے ٭

ناظم قضاء سلسلہ احمدیہ قادیان

تبلیغی و تربیتی وفد کی کشمیر کے لئے روانگی

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی تربیت و اصلاح کی غرض سے تبلیغی و تربیتی وفد قادیان سے بھجوایا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز اراکینِ وفد مکرم مولوی منظور احمد صاحب اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب مورخہ ۲۴ جولائی ۷۲ء کو قادیان سے روانہ ہوں گے اور وادیٔ کشمیر میں اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں تربیتی و تبلیغی اُمور سرانجام دیں گے۔

مکرم مولوی منظور احمد صاحب اندورہ۔ پھوہڑ۔ سُندبراری۔ اسلام آباد اور بیج بہاڑہ کے حلقہ میں اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب یاری پورہ۔ چک ایمرچھ اور کاٹھ پورہ کی جماعتوں میں کام کرینگے۔

جملہ جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ مبلغین کرام سے پورا پورا تعاون کریں اور ان کے عرصۂ قیام میں اُن سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ اس عرصہ میں نماز کا ترجمہ۔ قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ اور دیگر اہم دینی مسائل سیکھنے کی پوری کوشش کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبلغین کو عمدہ اور احسن رنگ میں کام کرنے کی اور جماعتوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی سعادت عطا کرے آمین ٭

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ولادت

مکرم قریشی سعید احمد صاحب درویش کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۸/۷ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولود کے خادمِ دین ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار: بشیر احمد حافظ آبادی درویش قادیان

موصی حضرات اور عہدیداران جماعت کی توجہ کیلئے

موصی حضرات دفتر بہشتی مقبرہ کو چٹھیاں بھجواتے وقت اپنا وصیت نمبر ضرور تحریر کیا کریں۔ اسی طرح سیکریٹریان مال و عہدیداران جماعت بھی موصیان کے متعلق خط و کتابت میں اُنکے وصیت نمبر ضرور لکھا کریں۔ کیونکہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پہلے وصیت نمبر تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح دفتری کارروائی میں دیر ہو جاتی ہے نیز ایک ہی نام کے کئی موصیوں کے نمبر وصیت معین کرنے میں دقت پیش آتی ہے ٭ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے، ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ــــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز 23—1652 23—5222 | تار کا پتہ "AUTOCENTRE"